وزدنا المنع بعد العطاء فمن ون انما الوعد ثم الاباء والاباء ثم الوعد والسکوت ثم الاباء او الوعد فھذہ اربعۃ ترکیبات اُخر ثنائیات اما مافوق الثنائی فلا امکان لاحصائہ جل من احصٰی کل شیئ عددا والاسترسال فی بیان تقاسیم ھذہ الاربعۃ ایضا مخرج عن القصد ومن عرف تصرفنا فی ابانۃ الاقسام لم یعسر علیہ فلنقتصر علی بیان الاحکام الکلیۃ بانین علی استظہارات نا السالفۃ غیر قاطع القول فیما یتعلق بابحاثنا **فاقول** اذا وُعد ثم ابی فان کان الوعد قبل التیمم اذن لایکون الاباء ایضا الا قبلہ لان الوعد حاجز عن التیمم فھذا الاباء سبیح التیمم وان کان الوعد بعد التیمم نقضہ فلا یعید الاباء بل یجیز تجدیدہ وکذا ان کان فی الصلاۃ قطعھا فلا یصلھا الاباء بعدہ وان کان بعدھا تمت الصلاۃ وزال ماکان یخشی علیہ من جانب الوعد ان لم یظھر خلفہ وان ابی ثم وعد فان وقع الوعد قبل تمام الصلاۃ نسخ الاباء ومنع ونقض وقطع ان وقع بعدھا لم یؤثر لان العطاء بعد الصلاۃ لایضر اذا کان بعد المنع فکیف بالوعد وان سکت ثم ابی فالسکوت کان نفسہ دلیل الاباء والان قد اتی الصریح وان سکت ثم وعد فان کان السکوت یحتمل ان یکون للاباء کما وصفنا فی ابحاثہ فھذا الوعد جعل ذلک المحتمل متعینا فیعمل عملہ من الاٰثار الثلثۃ والا فصح التیمم وتمت الصلاۃ واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا ومولٰنا محمد والہ وصحبہ وابنہ وحزبہ وبارک وسلم الی ابد الابدین فی کل اٰن وحین والحمد للہ رب العٰلمین

رسالہ الطلبۃ البدیعۃ فی قول صدر الشریعۃ

نمبر ۵ میں تھا کہ نہانا ہو اور پانی صرف وضو کے قابل ہے تو فقط تیمم کرے۔ یہاں شرح وقایہ امام صدر الشریعہ رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت نے اس مسئلہ کو معرکۃ الآرا کردیا اُسکے حواشی کے علاوہ اور کتب مثل شرح نقایہ قہستانی و درر علامہ مولٰی خسرو و درمختار وغیرہا میں اُسکی طرف توجہ مبذول ہوئی اس بحث کو بھی وہاں سے جدا کیا کہ یہ رسالہ ہو وباللہ التوفیق

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ وھو المستعان الذی شرح صدر الشریعۃ والایمان بارسال سید الانس والجان وقایۃ للمؤمنین من النیران وطہرنا بہ عن خبث الکفر ووسخ الضلال ونہانا عن اضاعۃ الماء والمال علیہ وعلی الہ الطیبین واصحابہ المطیبین المطیبین وتابعیھم باحسان الی یوم الدین وصلاۃ

اللہ وسلامہ کل ان وحین ومن ازل الآزال الی ابد الآبدین وامین وعلینا بہم یا ارحم الراحمین **اقول** وباللہ التوفیق اگر کوئی شخص جنب ہوا اور اُسکے ساتھ کوئی ایسا حدث بھی ہو جو وضو واجب کرے مثلاً پیشاب کیا تھا اُسکے بعد جماع کیا یا احتلام سے اُٹھا پھر پیشاب کیا اور حالت یہ ہو کہ وہ نہا نہ سکے اور وضو کر سکے خواہ یون کہ جنگل مین ہے اور پانی صرف وضو کے قابل ہو یا یون کہ مریض ہو نہانا مضر ہے وضو سے ضرر نہین یا یون کہ صبح تنگ وقت محتلم اُٹھا نہائے تو وقت نکل جائیگا اور وضو کی گنجائش ہو اس صورت مین قول امام زفر پر فتوے ہو کہ محافظت وقت کے لیے تیمم سے پڑھ لے احتیاطاً اسپر عمل کرے پھر بر عایت اصل مذہب بعد خروج وقت پانی سے طہارت کرکے اعادہ کرے جسکا بیان ہمارے رسالہ الظفر لقول زفر مین گزرا اور اب بحمد اللہ تعالیٰ اُسکی اور زیادہ قوی ہالی کتب جلیلہ معتمدہ محیط وذخیرہ وبنایۂ امام عینی مین ہے شرع التیمم لدفع الحرج وصیانۃ الوقت عن الفوات کفایہ مین ہے التیمم شرع لصیانۃ الصلاۃ عن الفوات (الی ان قال) فلا یجوز الشرع التیمم لتوہم الفوات لان یجوز عند تحقق الفوات اولی ان سب صورتون مین حکم یہ ہے کہ صرف تیمم کرے اور وضو اگرچہ مضر نہین اور اُسکے قابل پانی بھی موجود اور وقت مین بھی اسکی وسعت ہو اصلاً نہ کرے وہی تیمم کہ جنابت کیلیے کریگا حدث کے لیے بھی کافی ہو جائیگا کتب مذہب اسپر دلائل کثیرہ ہین **دلیل اول** عامۂ معتمدات مین تصریح ہے کہ ہمارے ائمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے نزدیک ایک طہارت مین پانی اور مٹی جمع نہین ہو سکتے مثلاً محدث کے پاس اتنا پانی ہو کہ ہاتھ منہ دھو لے یا جنب کے پاس اتنا کہ وضو کر لے یا سارا بدن دھو لے مگر چند انگل جگہ رہ جائے تو اُسے حکم ہو کہ صرف تیمم کرے اُن مواضع مین پانی خرچ کرنیکی اصلاً حاجت نہین کہ جبتک ناخن بھر جگہ بھی باقی رہ جائیگی حدث وجنابت بدستور رہین گے اُن مین ذرہ بھر بھی کمی نہ ہوگا کہ ہر حدث چھوٹا ہو یا بڑا آتا ہی تو ایک ساتھ اور جاتا ہے تو ایک ساتھ اُس مین حصے نہین کہ بعض بدن کو حدث یا جنابت اب لاحق ہو بعض کو پھر یا بعض بدن سے اب دور ہو جائے اور بعض سے کچھ دیر مین اور جب بعد صرف بھی حدث بدستور تو پانی کا خرچ کیا ضرور۔ یونہی اگر محدث کے اکثر اعضائے وضو یا جنب کا اکثر بدن مجروح ہو تیمم کرین یہ نہین کہ جتنا بدن صحیح ہو اُتنا دھوئین اور باقی کے لیے تیمم تبیین الحقائق امام فخر الدین زیلعی مین ہے انہ تعالیٰ امرنا بالحمل الطہارتین علی البدل ولم یأمرنا بالجمع بینہما ومن جمع بینہما فقد جمع بین الاصل والبدل فصار مخالفاً للنص بنایۂ امام عینی مین ہے انہ عجز عن بعض الاصل فیسقط الاعتداد بہ مع البدل فی حالۃ واحدۃ کمن عجز عن بعض الرقبۃ فی الکفارۃ ولا یلزم اذا غسل بعض الاعضاء ثم نضب الماء لان ما تقدم یسقط ویصیر مؤدیاً للفرض بالتیمم خاصۃ حلیۂ محقق ابن امیر الحاج مین ہے اعلم ان الجواب فی ہذہ المسائل یتفرع

علی اصل مذہبی وھو ان تلفیق اقامۃ الطھارۃ الواحدۃ بالماء والتراب معا غیر مشروع عند اصحابنا لان الماء اصل والتراب خلف والجمع بین الاصل والبدل فی حکم واحد لا نظیر لہ فی الشرع الا تری ان التکفیر بالمال لا یکمل بالصوم ولا النسک بالصوم ولا عدۃ الحائض بالاشھر ولا ذوات الاشھر بالحیض اختیار شرح مختار میں ہے خزانۃ المفتین میں ہے من بہ جراحۃ وعلیہ الغسل غسل بدنہ الا موضعھا ولا یتیمم وکذلک اذا کانت فی اعضاء الوضوء لان الجمع بینھما جمع بین البدل والمبدل ولا نظیر لہ فی الشرع بدائع امام ملک العلماء میں ہے لو کان ببعض اعضاء الجنب جراحۃ او جدری فان کان الغالب ھو السقیم تیمم لان العبرۃ للغالب ولا یغسل الصحیح عندنا خلافا للشافعی لان الجمع بین الغسل والتیمم ممتنع الا فی حال وقوع الشک فی طھوریۃ الماء ولم یوجد اھ کلامہ الشریف **اقول** ۳۳۴ بل ولا فیہا لان الصحیح فی الواقع احدھما والاخر معدوم شرعا فلا جمع الا صورۃ کنز الدقائق وتنویر الابصار میں ہے لا یجمع بینھما ای تیمم وغسل درمختار میں بفتح الغین لیعم الطھارتین ش ح **اقول** ۳۳۵ بل لیس لمتوھم ان یتوھم الجمع بین التیمم والغسل بالضم **دلیل دوم** صاف مطلق ارشاد ہے کہ جنب کے پاس اگرچہ وضو کیلئے کافی پانی موجود ہو وضو نہ کرے صرف تیمم کرے اور یہ کہ مذہب حنفی کا اس پر اجماع ہے شافعی وحنبلی کو نزاع ہے جواہر الفتاوی امام کرمانی باب اول میں ہے جنب فی مفازۃ معہ من الماء ما یکفی لوضوئہ فانہ یتیمم ولا یستعمل الماء نوازل امام اجل فقیہ ابو اللیث پھر خزانۃ المفتین میں ہے مسافر اجنب معہ ماء یکفی للوضوء فانہ یتیمم خلاصہ میں ہے فان اجنب المسافر ولم یجد من الماء الا قدر ما یتوضأ فانہ یتیمم ولا یتوضأ عندنا کافی میں ہے جنب معہ ماء کاف للوضوء یتیمم ولم یتوضأ وعند الشافعی توضأ ثم تیمم حلیہ میں ہے انما تنقض رؤیۃ الماء اذا کان یکفی للوضوء ان کان محدثا او الاغتسال ان کان جنبا والا لا وھذا فرع انہ فی الابتداء اذا وجد ما لا یکفیہ لا یستعملہ فی بعض محل الطھارۃ بل یترکہ ویتیمم لا غیر وھذا قول اصحابنا ومالک وغیرہ بل حکاہ البغوی عن اکثر العلماء غنیہ میں ہے من علیہ الغسل اذا تیمم ثم وجد ماء لا یکفی لغسلہ او المحدث ماء غیر کاف لوضوئہ لا ینتقض تیممہ ولو کان معہ ذلک قبل التیمم جاز لہ التیمم بدون استعمالہ خلافا للشافعی واحمد رحمھما اللہ تعالٰی اسی طرح کتب کثیرہ حتی کہ خود شرح وقایہ میں ہے اذا کان للجنب ماء یکفی للوضوء لا للغسل یتیمم ولا یجب علیہ التوضی عندنا خلافا للشافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ اور سب سے اجل واعظم محرر المذہب امام محمد رضی اللہ تعالٰی عنہ کا کتاب الاصل میں ارشاد ہے لجنب عندہ ماء یکفی للوضوء تیمم وصلی اھ اثرہ فی الکفایۃ والغنیۃ فصل [illegible]

۳۳۴: تطفل علی البحر ... لان التصحیح ... بینھما ... بالشک ... بعینہ ... التنبیہ

۳۳۵: تطفل ۱ علی البحر و ۲ معہ علی العلامۃ الشامی

الخفین تحت قولہ لایجوز المسح لمن علیہ الغسل ظاہر ہے کہ جنابت غالباً حدث سے جدا نہیں ہوتی اگر جماع کیا تو اُس سے پہلے مباشرت فاحشہ تھی اور احتلام ہوا تو اُس سے پہلے سونا تھا اور مطلقاً انزال بے سبقت خروج مذی نہیں ہوتا یونہی بعد انزال بول عادات مستمرہ عامہ سے ہے اور طبّاً بلکہ شرعاً بھی مطلوب کہ منی منفصل بشہوت کا جو بقیہ ہو خارج ہوجائے ورنہ بعد غسل نکلا تو دوبارہ نہانا ہوگا تو ظاہر ہوا کہ عام جنابتیں حدث سابق وحدث لاحق دونوں اپنے ساتھ رکھتی ہیں پھر تمام کتب کی تصریح کہ جنب غسل سے عاجز ہو اور وضو پر قادر جب بھی وضو نہ کرے صرف تیمم کرے دلیل صریح ہے کہ جنابت کا تیمم اُس وقت جتنے بھی حدث موجود ہوں سب کا دافع ہے تو وضو کیا ضرور فقہائے کرام نادر صورت کا اکثر لحاظ نہیں فرماتے جنابت کے ساتھ حدث کا ہونا تو اس درجہ کثیر و غالب ہے کہ مفارقت ہی شاذ و نادر ہے تو اس حالت میں اگر تیمم جنابت کے ساتھ حدث کے لیے وضو بھی درکار ہوتا تو یوں عام حکم منقول تھا کہ جنب اگر غسل نہ کرسکے اور وضو پر قادر ہو تو تیمم کے ساتھ وضو لازم ہے کہ صورت نادرہ افتراق کا لحاظ نہ فرمایا کہ غالب کو ساقط النظر فرما کر یوں عام حکم دیں بلکہ فی ش الجنابۃ لاتنفک عن حدث یوجب الوضوء اھ وھذا ظاہر اللزوم **اقول** أن حمل علی الغالب والا فیلیٰ لمن اجنب ولم یجد الا ما یکفی للوضوء فتیمم ثم احدث فتوضأ ثم وجد ما یکفی للغسل فقد عاد جنبا من دون حدث

دلیل سوم تصریح فرماتے ہیں کہ جنب کے پاس وضو کے لیے کافی پانی ہو تو اُس پر وضو اُس حالت میں ہے کہ جنابت کیلئے تیمم کے بعد حدث واقع ہو جیسے عبارات آگے آتی ہیں اور نوازل امام فقیہ ابو اللیث پھر خزانۃ المفتین میں ہے اذا احدث بعد التیمم ومعہ ما یکفی للوضوء فانہ یتوضؤ بہ فتح القدیر و درر الحکام و شرح نقایہ برجندی و بحر الرائق حتی کہ خود شرح وقایہ مسح الخفین میں ہے واللفظ لہ تیمم للجنابۃ فان احدث بعد ذلک توضأ یہ تقیید صاف بتا رہی ہے کہ تیمم جنابت سے پہلے جو حدث ہو اُسکے لیے وضو نہیں یہی تیمم اسے بھی رفع کردیگا بلکہ خود کتاب مبسوط میں ارشاد محرر المذہب بعد عبارت مذکورہ ہے فان احدث وعندہ ذلک الماء توضأ تیمم جنابت کے بعد جو حدث ہوا اُس میں حکم وضو فرمایا **فان قلت** ما تفعل بما نقل فی العنایۃ ولو بلفظۃ قیل فی مسألۃ الاصل ہذہ اذ قال تحت قول الہدایۃ لایجوز المسح لمن علیہ الغسل قیل صورتہ توضأ ولبس الخف ثم اجنب ثم وجد ما یکفی للوضوء لا للاغتسال فانہ یتوضأ و یغسل رجلیہ ولا یمسح ویتیمم للجنابۃ اھ **اقول** رحمہ اللہ تعالٰی فلم یذکر الحدث اصلا فان احتج بارسالہ وجب الوضوء علی جنب لاحدث معہ ووجد وضوء وھو باطل قطعا باجماع الحنفیۃ حتی ظاہر العبارۃ الآتیۃ للامام شارح الوقایۃ بل معناہ قطعا انہ اذا احتاج بعد ذلک للوضوء یتوضؤ ویغسل رجلیہ کما ھو عبارۃ العلامۃ الوزیر فی الایضاح وشیخی زادہ فی مجمع الانہر فی نفس ھذا التصویر اذ قال لا

من لبس خفیه علی وضوء ثم اجنب فی مدۃ المسح ینزع خفیه ویغسل رجلیه اذا توضأ اھ واذ ابتنی الامر علی حاجۃ الوضوء لم تبق للعبارۃ دلالۃ علی ماتوھمت فانا نقول انما یحتاج الیه اذا احدث بعد تیممه للجنابۃ و الواو فی قوله ویتیمم لیست للترتیب فالمعنی ثم اجنب فتیمم للجنابۃ ثم احدث ثم وجد ماء الخ وانظر عبارۃ الفاضل معین الھروی فی شرح الکنز فی نفس التصویر توضأ ولبس الخف ثم اجنب فتیمم للجنابۃ ثم احدث ثم وجد ماء یکفی للوضوء لا للاغتسال فانه یتوضأ ویغسل رجلیه ولا یمسح ویتیمم للجنابۃ اھ فالعبارۃ عین عبارۃ العنایۃ وقد ابرز کل ماقدرنا ورحم اللّٰہ اخی چلپی اذ نقل عبارۃ العنایۃ ھذہ و اسقط منھا قوله ویتیمم للجنابۃ واللّٰہ تعالٰی اعلم **دلیل چہارم** اُسکی تعلیل فرماتے ہیں کہ تیمم جب پہلے ہو چکا حدث متأخر کو زائل نہ کریگا ظاہر ہوا کہ جنابت کے لیے تیمم سے پہلے جو حدث ہوگا تیمم اُسے بھی زائل کردیگا کافی امام جلیل ابوالبرکات نسفی میں ہے جنب اغتسل وبقی لمعۃ وفنی ماؤہ یتیمم لبقاء الجنابۃ لانھا لاتتجزی زوالا وثبوتا فان تیمم ثم احدث تیمم للحدث لان تیممه للجنابۃ متقدم علی الحدث فلم یجز عن الحدث المتأخر کما لو اغتسل عن الجنابۃ ثم احدث علیه ان یتوضأ ولم یجز الاغتسال عن الحدث المتأخر **دلیل پنجم** اُسکی توجیہ میں یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ جنابت کیلیے تیمم کرلینے کے بعد جو حدث ہوا تو اب جنب نہیں کہ جنابت تو تیمم سے زائل ہوچکی نرا محدث ہوا اور وضو کے لیے پانی موجود ہے تو وضو لازم ہے صاف اشعار فرمایا کہ اسوقت بھی اگر یہ جنب ہوتا وضو نہ کرتا صرف تیمم جنابت وحدث دونوں کے رفع کو کافی ہوتا ورنہ اس فرمانے کے کیا معنے کہ اور یہ جنب نہیں وھذا اظھر من ان یظھر بدائع امام ملک العلماء میں ہے الجنب اذا وجد من الماء قدر مایتوضأ به لا غیر اجزاہ التیمم عندنا لان الغسل اذا لم یفد الجواز کان الاشتغال به سفھا مع ان فیه تضییع الماء وانه حرام فصار کمن وجد مایطعم به خمسۃ مساکین فکفر بالصوم یجوز ولا یؤمر باطعام الخمسۃ لعدم الفائدۃ فکذا ھذا بل اولی لان ھناک لایؤدی الی تضییع المال لحصول الثواب بالتصدق ومع ذلک لم یؤمر به لما قلنا فھھنا اولی ولو تیمم الجنب ثم احدث بعد ذلک ومعه من الماء قدر مایتوضؤ به فانه یتوضؤ به لان ھذا محدث ولیس بجنب ومعه من الماء قدر مایکفیه للوضوء فیتوضؤ به یوہیں درمختار میں ہے لو تیمم للجنابۃ ثم احدث صار محدثا لاجنبا فیتوضأ تیمم کے بعد حدث پر حکم وضو کا اسپر متفرع کیا کہ اب وہ محدث ہے جنب نہیں یعنی جنب ہوتا تو حدث کے باعث وضو نہ کرتا ولہذا ردالمحتار میں فرمایا افادانه اذا وجد ماء یکفیه للوضوء فقط انما یتوضأ به اذا احدث بعد تیممه عن الجنابۃ اما لو وجدہ وقت التیمم قبل الحدث لا یلزمه عندنا الوضوء به عن الحدث الذی مع الجنابۃ لانه

عبث اذلا بدله من التيمم اھ **تنبیہ** قول ملك العلماء وقد مر فيه تضييع الماء تبعه فيه الامام النسفی فی الکافی فقال لانه اذا لم يطهر عن الجنابة باستعماله يكون تضييعا اھ وتبعهما الامام الزيلعی فی التبيين فقال اذا لم يفد كان الاشتغال به تضييعا للماء فی موضع عزته وتضييع المال حرام اھ وتبعهم المحقق فی الفتح فقال لا يفيده اذ لا يتجزأ بل الحدث قائم ما بقيت لمعة فيبقى مجرد اضاعة مال خصوصا فی موضع عزته مع بقاء الحكم كما هو اھ وتبعه فی الحلية باصرح الفاظ وزاد حث الحلية صح عن رسول الله صلى الله تعالٰی عليه وسلم انه قال واخشى امتی عن اضاعة المال اھ والغنيمة تبعهم فيما مضى واجدر بهم للاتباع **اقول** لكن العبد الضعيف نظر فيه قوی تغمده وان لم يرفع الحدث لعدم تجزيه فلا شك انه يسقط الفرض عما يصيبه وكفى به فائدة ويظهر وقعه اذا وجد بعد ما يكفی للباقی بعد هذا الاستعمال ولو تركه ورأى ثم وجد هذا لم يكف وقد قال الامام رضی الدين السرخسی فی المحيط فيما اذا اغتسل وبقيت لمعة ثم وجد ماء لا يكفی لها يغسل شيئا من اللمعة ان شاء تقليلا للجنابة اھ قال فی الحلية بعد نقله وفی مسألة اخرى نظيره ما نصه يغسل من اللمعة ما يتأتى تقليلا للجنابة اھ وفی خزانة المفتين عن شرح الطحاوی للامام الاسبيجابی وان كان لا يكفی يغسل مقدار ما يكفيه حتى تقل الجنابة ويتيمم اھ ومثله فی الخلاصة وشرح الوقاية وكثير من الكتب بل قد قال فی الكافی نفسه جنب على ظهره لمعة ونسی اعضاء وضوئه وماؤه يكفی احدهما صرفه الى ايهما شاء لان كل واحد نجاسة الجنابة فاعضاء الوضوء اولى اقامة للسنة اھ ومعناه فی الهندية عن شرح الزيادات للعتابی فهذا الصرف ليس الا تقليلا للجنابة كما صرح به الائمة كالاسبيجابی ورضی الدين السرخسی وطاهر البخاری وصدر الشريعة ومحمد الحلبی وغيرهم ولا لزوم للجمع بين الوظيفتين فعلم انه ليس باضاعة ولا يوجب حرمة ولا شناعة **اقول** بل لا يبعد ان يعد مستحبا لما فيه من الخروج عن خلاف الامام الشافعی رضی الله تعالٰی عنه والخروج عن الخلاف مستحب بلا خلاف ما لم يلزم مكروه مذهبه وانتفاء الكراهة قد علم مما اثرنا من النصوص **دلیل ششم** تصریحات ہیں کہ آیۂ کریمہ فلم تجدوا ماء میں وہ پانی مراد ہے جس کا استعمال اسے قابلِ نماز کردے اتنا پانی کہ اُسے استعمال کیے پر بھی قابلیت نماز نہ پیدا ہو **اقول** یعنی یوں کہ اتنا پانی جسکے استعمال پر اسے قدرت ہے اور زائد بوجہ فقدان یا ضرر یا تنگی وقت مقدور نہیں تحصیل طہارت کے لیے کافی نہ ہو اس سے زیادہ کی حاجت ہو ورنہ اگر یہ فی نفسہ مقدار مطلوب پر ہے اور کوئی اور وجہ مانع تو اس پانی کے مورث قابلیت ہونے میں خلل نہیں) نہ ابتداءً مانع تیمم ہے نہ انتہاءً اسکا ناقض اُسکا وجود وعدم برابر ہے بدائع

امام ملک العلماء میں ہے المراد من الماء المطلق فی الآیۃ ہو المقید وہو الماء المفید لاباحۃ الصلاۃ عند الغسل بہ تبیین
الحقائق امام فخر الدین میں ہے الغسل المامور بہ ہو المبیح للصلاۃ وما لا یبیحہا فوجودہ وعدمہ سواء بنایہ امام عینی محمود میں ہے
المحدث او الجنب اذا وجد بعض ما یکفیہ من الماء لطہارتہ نعدہ وجوب الاستعمال مذہبنا ومذہب مالک واکثر
العلماء لان الآیۃ سیقت لبیان الطہارۃ الحکمیۃ فکان قولہ تعالٰی فلم تجدوا ماء ای طہورا محللا للصلاۃ وبوجود ما لا یکفی لا یجد
ما یحلل فتح محقق حیث اطلق میں مجملا پھر حلیہ میں موضحا مفصلا ہے واللفظ لہا قلنا المراد بالماء فی النص ما یکفی لازالۃ المانع لانہ سبحانہ امر بغسل
جمیع البدن فی حق الجنب ومعلوم ان ذلک بالماء ثم نقل الی التیمم عند عدمہ بقولہ عزوجل فلم تجدوا
ماء فبالضرورۃ یکون التقدیر ان لم تجدوا ماء تغسلون بہ جمیع ابدانکم جنبا فتیمموا وہذا کما یصدق
عند عدم الماء اصلا یصدق عند وجود الماء غیر کاف لذلک فیتعین التیمم فی ہذا الحال کفایہ
امام جلال الدین پھر بحر محقق زین العابدین میں ہے واللفظ لہ الآیۃ سیقت لبیان الطہارۃ الحکمیۃ فکان التقدیر
فلم تجدوا ماء محللا للصلاۃ وباستعمال القلیل لم یثبت شیئ من الحل فان الحل حکم والعلۃ غسل الاعضاء
کلہا وشیئ من الحکم لا یثبت ببعض العلۃ کبعض النصاب فی حق الزکاۃ وبعض الرقبۃ فی حق الکفارۃ کذا ذکر فی
کثیر من الشروح اور ظاہر ہے کہ جنابت کے ساتھ اگرچہ سو حدث ہوں وضو کر لینا ہرگز اُسے نماز کے قابل نہیں کر سکتا تو جب
اسیقدر پانی پر قدرت ہے اُسکا ہونا نہ ہونا یکساں۔ اگر اتنا پانی بھی نہ پاتا کیا کرتا۔ صرف تیمم۔ اب بھی صرف تیمم ہی کرے۔
دلیل ہفتم شرح وقایہ میں جو خود اپنی اور تمام ائمہ کی تصریحات کے خلاف ایک موہم عبارت واقع ہوئی جس سے یہ
متبادر کہ جنابت کے ساتھ حدث بھی ہو تو وضو کرے اور جنابت کے لیے تیمم عامہ محشین وکبرائے ناظرین یکزبان اُسکی تاویل
کی طرف جھکے کہ ساتھ سے مراد بعد ہے یعنی جنب نے تیمم کر لیا اُسکے بعد حدث ہوا اور پانی قابل وضو حاضر ہے تو اب وضو کرے
کہ گزشتہ تیمم بعد کے حدث میں کام نہیں دے سکتا جیسے نہا لینے کے بعد حدث ہوتا تو وضو کرنا لازم تھا نہ یہ کہ جنابت کا تیمم
رفع حدث سابق کو کافی نہیں تیمم کے ساتھ وضو بھی کرنا پڑے کہ یہ بلاشبہہ مذہب کے خلاف اور اسکا بطلان ظاہر وصاف
خلاصہ یہ کہ طہارت وحدث میں جو متأخر ہے سابق کو رفع کر دیتا ہے تو جنابت کے ساتھ اگر ہزار حدث ہوں جب تیمم کریگا
سب رفع ہو جائیں گے لہذا واجب کہ عبارت شرح وقایہ کو حدث بعد تیمم پر حمل کریں۔ علما کا تاویل پر ہجوم روشن دلیل ہے کہ حکم
وہ نہیں جو اُسکے ظاہر سے مفہوم ولہذا جس نے تاویل نہ پائی اعتراض کر دیا بہرحال اُسکا ظاہر کسی نے مسلم نہ رکھا اللھم
الا الفاضل القرہ باغی فی حاشیتہ علی شرح الوقایۃ کما سیأتی ان شاء اللہ تعالٰی **اقول** والعجب من العلامۃ
الوزیر سکت عنہ فی الایضاح مع شدۃ ولوعہ بالاعتراض علی الامامین الشارح والماتن رحمہم اللہ الجمیع

حتی تجاوز الی المؤاخذات اللفظیۃ وسمی متنہ المغفری الاصلاح والاصولی تغییر التنقیح غیر انہ لاینسب الی ساکت قول اما اٰبیات الهندیۃ کلام شرح الوقایۃ ہذا بالتقریر فمع قطع النظر عن ان غالب الفتاوی المنسوجۃ علی ہذا المنوال جل ہمتہا الجمع والتلفیق ولذا رجحت علیہا الشروح الباحثۃ بالتنقیح والتحقیق **اقول** وعندی مثل المتون والشروح والفتاوی فی الفقہ مثل الصحاح والسنن والمسانید فی الحدیث انما یشعر باعتمادہ ‌علی ما یتقرر من مرادہ ‌لا بخصوص العمل علی ظاہر مفادہ ‌واللّٰہ اعلم بنیات عبادہ ‌شرح نقایہ

علامہ برجندی میں بعد نقل کلام شرح وقایہ وبحث وجواب جسکا ذکر ان شاء اللہ تعالٰی آگے آتا ہے حکم مذکور پر انکار کردیا حیث قال اجنب ولم یوجد ناقض الوضوء ہل یجب التیمم والتوضی جمیعا اذا احدث ومعہ ماء یکفی للوضوء فقط فیہ تردد والظاہر انہ اذا تیمم للجنابۃ لاحاجۃ الی التوضی ولابد للحکم بالاحتیاج الیہما من روایۃ صحیحۃ **اقول** فاضل شارح کو تردد ہوا اور وضو کی حاجت نہ ہونے کو ظاہر رکھا اور بجانب خلاف کسی روایت صریحہ کا انتظار کیا حالانکہ یہ محل جزم ہے اور روایات صریحہ اسطرف موجود کما عرفت وتعرف ان شاء اللہ تعالٰی اسی کے قریب حاشیۂ درمختار میں سید علامہ احمد طحطاوی کا قول ہے فی صدر الشریعۃ اذا کان مع الجنابۃ حدث یوجب الوضوء یجب علیہ الوضوء ای اذا وجد الحدث بعد التیمم للجنابۃ کما نص علیہ القہستانی وظاہر ہذا انہ اذا وجد حین التیمم للمذکور ماء یکفی للوضوء لا یتوضؤ بہ للاستغناء بہذا التیمم عنہ وانما یستعملہ اذا وجد الحدث بعد ذلک وہو صریح عبارۃ القہستانی اھ فنقل عنہ ما یأتی انفا **اقول** لم یصل فہمی الی سرجعلہ ظاہر نص القہستانی ثم صریح عبارتہ وہو صریحہا لاشک ثم انما عاقہ عن الجزم بہ قصر نسبتہ علی القہستانی وما ہو لہ بل للامام الجلیل الاسبیجابی یہ سات دلائل ہیں اور بحمد اللہ تعالٰی روشن وکامل ہیں اب صریح تر نصوص جزئیہ لیجیے وباللہ التوفیق **نص اول** محقق علامہ محمد بن فرامرز درر الحکام میں فرماتے ہیں لو ان رجلا انتبہ من النوم محتلما وکان لہ ماء یکفی للوضوء لا للغسل تیمم ولم یجب علیہ الوضوء عندنا خلافا للشافعی یعنی تصریح ہے کہ سوتے سے محتلم اٹھا جنابت وحدث دونوں ہیں اور وضو کے قابل پانی موجود وضو نہ کرے صرف تیمم کرے اور یہ کہ جنب کو حدث کیلئے وضو کا حکم دینا ہمارا مذہب نہیں امام شافعی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مذہب ہے **نص دوم** شرح مختصر امام اجل طحاوی للامام الاسبیجابی وغیرہ پھر جامع الرموز پھر طحطاوی علی الدر پھر ردالمحتار میں ہے الجنب اذا کان لہ ماء یکفی لبعض اعضائہ او المحدث للوضوء تیمم ولم یجب علیہ صرفہ الیہ الا اذا تیمم للجنابۃ ثم وقع منہ حدث موجب للوضوء فانہ یجب علیہ الوضوء حینئذ لانہ قدر علی ماء کاف لہ صاف ارشاد ہے کہ جنب کو حدث

والترمذی فی مرتبتہا مسند الرؤیانی ومنتہا بل فوق بعضہا شرح معانی الآثار للطحاوی وکتاب الآثار لمحمد والمجمع لعیسی بن ابان عن محمد کتاب

المعتمدۃ فی المذہب المنیۃ لیست من المتون بل عدادہا فی الفتاوی لیس التنویر من تلک المتون رد علی المکنکوہی الاشباہ والنظائر لیست من المتون بل من متونہا فی بقیر

کیلیے وضو صرف اُسیوقت ہے کہ جنابت کا تیمم کر چکنے کے بعد حدث ہو اُس سے پہلے جتنے بھی حدث تھے اُنکے لیے وضو کی اصلا حاجت نہیں **اقول**[۳۳۹۶] یعنی دونوں حالتوں میں جنب مذکور پر حدث کیلیے وضو نہیں جبتک تیمم نہ کیا تھا جنب تھا اور حدث کیلیے وضو کا حکم نہ تھا اب کہ تیمم کر لیا پھر حدث ہوا اور اُسپر حکم وضو آیا اسوقت وہ جنب نہیں کہ جنابت کے لیے تیمم کر چکا اور وہ وقوع حدث اصغر سے نہیں ٹوٹ سکتا عبارت مذکورہ شرح طحاوی کا تتمہ ہے ولم یجب علیہ التیمم لانہ بالتیمم خرج عن الجنابۃ الی ان یجد ماء کافیا للغسل **نص سوم** فتاوی امام اجل فقیہ النفس فخر الملۃ والدین قاضی خان میں ہے جنب تیمم للظھر وصلی ثم احدث فحضرتہ العصر ومعہ ماء یکفی للوضوء فانہ یتوضؤ لان الجنابۃ قد زالت بالتیمم فاذا احدث بعد التیمم ومعہ ماء یکفی للوضوء فانہ یتوضؤ بہ فان توضأ للعصر وصلی ثم مر بماء وعلم بہ ولم یغتسل حتی حضرتہ المغرب وقد احدث او لم یحدث ومعہ ماء قدر ما یتوضؤ بہ فانہ یتیمم ولا یتوضؤ بہ لانہ لما مر بماء یکفی للاغتسال عاد جنبا فھذا جنب معہ ماء لا یکفی للاغتسال فیتیمم کیسا روشن نص ہے کہ جنب جسے غسل کو پانی نہ ملے اور وضو کے قابل موجود ہو اسے اگر تیمم جنابت کے بعد حدث ہو جب تو وضو کرے اور تیمم سے پہلے ہو تو صرف تیمم کرے وضو نہ کرے **اقول**[۳۳۹۷] واستنادی بما ذکر رحمہ اللہ تعالٰی من اصول الاحکام فی التعلیلات والا فدخول ھذا الفرع فی ھذا الاصل فیہ کلام قوی للعبد الضعیف غفرلہ المولی اللطیف کما ستعرفہ فی الافادات ان شاء الواھب العطیات بالجملہ سات روشن دلائل اور تین نصوص جلائل تلک عشرۃ کاملۃ سے بحمدہ عزوجل حکم آشکار ہوگیا وللہ الحمد حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ لما یحب ربنا ویرضی وصلی اللہ تعالٰی علی اصفی مصطفی وارضی مرتضی والہ وصحبہ الی یوم القضاء آمین **رسالہ** امام صدر الشریعۃ کا کلام اور اُس میں تاویلات علمائے کرام تہم اولا کلام پیشینیاں پیش کریں پھر وہ جو قلب فقیر پر فیض قدیر سے فائض ہوا ہدیہ انظار انصاف کیش **قال** الامام صدر الشریعۃ الھمام اعلی اللہ تعالٰی مقامہ فی دار السلام ورحمنا بہ وبسائر الائمۃ الکرام فی کل حال ومقام مدی اللیالی والایام اول باب التیمم من شرحہ للوقایۃ اذا کان للجنب ما یکفی للوضوء لا للغسل یتیمم ولا یجب علیہ التوضی عندنا خلافا للشافعی اما اذا کان مع الجنابۃ حدث یوجب الوضوء یجب علیہ الوضوء فالتیمم للجنابۃ بالاتفاق واذا کان للحدث ما یکفی لغسل بعض اعضائہ فالخلاف ثابت ایضا اھ **واعترضوہ** بخمسۃ وجوہ **الاول** قال البرجندی فی شرح النقایۃ بعد نقل کلام الصدر الامام ھو مشعر بانہ قد تکون جنابۃ مع وجود الوضوء ولا یخفی ان الجنابۃ تحصل بخروج المنی او بغیبۃ الحشفۃ وخروج الخارج من الذکر وغیبۃ الحشفۃ ناقضان للوضوء والجواب ان الجنب اذا تیمم واحدث ثم توضأ ومر بماء کاف للاغتسال ولم یغتسل ثم بعد

عن الماء فانه صار جنبا ومع ذلك وضوؤه باق ويمكن ان يصور ذلك على قول محمد بان يجامع الرجل المتوضئ امرأة ولم ينزل فانه قد اجنب ولم ينتقض وضوؤه فان المباشرة الفاحشة غير ناقضة عنده ولم يوجد شئ اٰخر من نواقض الوضوء وعلى قول الشيخين رضى الله تعالٰى عنهما بان يستمنى باليد ثم يأخذ رأس الذكر حتى لا يخرج المنى فقد اجنب ولم يوجد ناقض الوضوء اھ **واعترضه** عصریه وهو اللكنوی فی سعایته بما تلخيصه انه فی صورة المباشرة الفاحشة ان لم يولج لم يجنب ان اولج فقد انتقض وضوؤه لان دخول الحشفة ناقض للغسل والوضوء جميعا وكذا فی صورة الاستمناء ان خرج المنى فقد انتقض وضوؤه وان لم تحصل الجنابة وان لم يخرج فلا جنابة ولا حدث اھ هذا حاصل ما طال به فی نحو ثلثة امثال عبارتنا هذه **والثانی** التناقض وقرره ش بما يبتنی على الاول بجوابه جوابه وذلك قوله فی رد المحتار وقول صدر الشريعة مشكل لان الجنابة لا تنفك عن حدث يوجب الوضوء وقد قال اولا يجب عليه التيمّم لا الوضوء فقوله ثانيا يجب عليه الوضوء تناقض اھ ثم ذكر الجواب الاٰتی عن القهستانی فی الاشكال الخامس فانه دافع للتناقض ايضا بوجه حسن صحيح ونقل ههنا فی السعاية ما يمكن ان يؤخذ منه تقرير اٰخر للتناقض غير مبتن على الاشكال الاول وهو انه اذا لم يكن معها حدث فكيف يوجب الشافعی هناك الوضوء اھ فيؤخذ منه ان الحدث الاصغر وان لم يلزم الاكبر ولكن كلام الصدر الامام فی الصورة الاولى ايضا فی جنابة معها حدث بدليل ايجاب الشافعی الوضوء فجاء التناقض **والثالث** ان قوله فالتيمم للجنابة بالفاء ان كان تفريعا فلا محصل له لان كون التيمم للجنابة غير مفرع على وجوب الوضوء وان كان تعليلا ورد عليه ان فی الصورة السابقة ايضا التيمّم للجنابة فيلزم ان يجب الوضوء هنالك ايضا **والرابع** ان كون التيمّم للجنابة بالاتفاق مشترك بين الصورتين لا اختصاص له بهذه الصورة اھ نقلهما اللكنوی **والخامس** مخالفته لما تقرر فی المذهب كما بيناه بالدلائل والنصوص العشرة ان الحدث مع الجنابة لا يوجب الوضوء اصلا اذا لم يجد ما يكفی للغسل اليه اشار البرجندی بقوله متصل العبارة المذكورة اٰنفا لكن الكلام فی انه هل يجب فی الصورتين التوضی اذا احدث فيه تردد والظاهر لا ولا بد للحكم بالاحتياج من رواية صريحة اھ كما قدمنا عنه تلو الدلائل وذكرنا انه لو كان فی نظره اذ ذاك نصوص المذهب لما تفوه بالتردد والاستظهار وهذا هو اعظم الايرادات وهو الذی احوج العلماء الى تأويل كلامه رحمه الله تعالٰى ومحط كلامهم جميعا ارجاع الحكم بوجوب الوضوء الى الحدث بعد التيمّم للجنابة غير ان لهم فيه

مسلكين **احدهما** تقدير المضاف اى اذا وجد مع تيمم الجنابة حدث يجب الوضوء بالاتفاق فيبقى هذا التيمم للجنابة خاصة بخلاف ما اذا وجد الحدث قبل التيمم فانه يكون له وللجنابة معًا كما افيد فى شرح الطحاوى وغيره هذا ملخص ما نقلنا السعاية عن غاية الحواشى واعتمده وان زاقشته فى زوائد من طالع عباراتهما وان بينها وبين الفاظنا عرف كيف لخصنا ما طال به وقربناه ونقحناه وهذبناه **والاخر** حمل مع بمعنى بعد هو المسلك المشهور **قال** المحقق مولى خسرو فى الدرر بعد عبارته التى قد منا فى النصوص اما اذا كان مع الجنابة حدث يوجب الوضوء بان احدث بعد التيمم فيجب عليه الوضوء والتيمم للجنابة بالاتفاق اھ وقال العلامة الشرنبلالى فى الغنية يعنى فالتيمم باق لرفع الجنابة **وقال** تلميذه الفاضل اخى چلپى فى ذخيرة العقبى قوله مع الجنابة حدث يوجب الوضوء يعنى اذا اغتسل الجنب وبقى فى عضو من اعضائه لمعة وفنى الماء فتيمم للجنابة ثم احدث حدثا يوجب الوضوء وله ان يتيمم للحدث فوجد ما يكفى للوضوء لا للمعة فتيممه باق وعليه الوضوء اھ **وقال** الشمس القهستانى فى شرح النقاية بعد ما نقلنا عنه فى النصوص وهذا صورة ما قال المصنف واما اذا كان مع الجنابة حدث يوجب الوضوء يجب الوضوء والتيمم للجنابة بالاتفاق فان مع فيه بمعنى بعد كما قالوا فى قوله تعالى ان مع العسر يسرا وبه يحل ما فى هذا المقام من الاشكال المشهور اھ وتبعه المدقق العلائى فى الدر واقره محشوه **واعترض** هذا المسلك فى السعاية بانه لو اجنب ثم احدث فوجد ما يكفى للوضوء فقط فانه يتيمم ولا يجب عليه الوضوء لكون تيممه كافيا لرفع الحدث الاكبر والاصغر مع انه يصدق عليه انه وجد به حدث يوجب الوضوء بعد الجنابة فيلزم بمقتضى عبارة الشارح ان يجب عليه الوضوء قال فالاولى ان يقال مع بمعنى بعد و المضاف محذوف اى بعد تيمم الجنابة او يقال مع على معناه والمضاف محذوف اى مع تيمم الجنابة اھ هذا **وعندى** حاشية على شرح الوقاية للفاضل محمد القرہ باغى اتمها سنة تسعمائة وثلثين اى بعد خمس عشرة سنة من وفاة اخى چلپى وقال قلت لتاريخه نور سويدى وهى كتابة يوسف بن حسن بن عبد الله سنة تسعمائة وسبع وسبعين نقل فيها كلام اخى چلپى بلفظه قال بعض المحشين ثم قال اقول لا يخفى ان هذا التصوير تكلف بعيد الاخذ من هذه العبارة على ان الشارح سيصرح هذه المسألة بقوله وان كفى للوضوء لا للمعة فتيممه باق وعليه الوضوء فحمل هذه العبارة على ما ذكره القائل يلزم التكرار ولعله انما ارتكبه زعما بان الحدثين لا يجتمعان فى شخص ابتداء ولا شك انهما يجتمعان

لكن يكفي عنهما تيمم واحد اذا لم يوجد الماء الكافي للوضوء واما اذا وجد فلابد من الوضوء ثم التيمم للجنابة والمذكور في الكتاب هو هذا المعنى والعجب منه انه لم يلتفت الى هذا المعنى مع ان عبارة الشارح بعيد هذا اصرح باجتماع الحدثين ابتداءً حيث قال لو كان به حدثان كالجنابة وحدث يوجب الوضوء ينبغي ان ينوي عنهما لا يقال ان الجنابة لما اوجب غسل بعض الاجزاء الذي هو عبارة عن الوضوء فلا فائدة لاعتبار الحدث الذي يوجب الوضوء مع الجنابة لانا نقول بعد تسليم جميع المقدمات يجوز اجتماع العلل الشرعية على معلول واحد شرعي كما صرح به صاحب التلويح فقال لو حلف ان لا يتوضأ من الرعاف فبال ثم رعف فتوضأ حنث وله نظائر في الشرع اهـ كلام القره باغي ببعض اختصار فهذا كل ما رأيت لهم من القال والقيل والنقض والتاويل والانكار والتعويل **واعلم** ان السعاية ليست عندي وانما ارسل الي بعض اصحابي من لكهنؤ نقل نحو ورقة منها متعلقة بهذا المقام على طلبي لكي ارى ما عنده فيه عسى ان نقل عن كتاب ما فيه غناء فقد كان جم من الكتب اكثر مما عندي فلما طالعته لم ار فيه الا طائل ولا حاز بنائل وانما جمع القال والقيل وتكلم على زوائد بفارغ عن التحصيل او باغاليط واباطيل ولم يهتد لكثير من الابحاث الرائقة والانظار الفائقة واذا اتى على المقصود جرح الصحيح واعتمد الجريح كما ستعرف كل ذلك ان شاء الله المستعان والان ان نغيض في تحقيق المرام بتوفيق المنان **اقول** وبالله الاستعانة ومنه الفيض والاعانة الكلام ههنا في ثمانية مواضع دفع النقوض وتقرير معنى الكلام على مسلكي التاويل والتعويل اعني اجراءه على ظاهره وبيان معنى قوله فالتيمم للجنابة وان قوله بالاتفاق متعلق بهذا ام بقوله يجب عليه الوضوء وان الفاء في قوله فالتيمم للتفريع ام للتعليل وبيان الحسن والقبيح والباطل والصحيح من مسالك التاويل وانه هل ثم شبهات ترد على المرام وما كشفها وحلها بتوفيق العلام وهل للكلام تاويل اخر خير مما ذكروا اظهر وها انا اعطيك بحول الله تعالى افادات تحيط بكل ذلك وتسلك بك ان شاء الله تعالى احسن المسالك وما توفيقي الا بالله خير ممالك

الافادة الاولى بحمد الله عز وجل لحل الاشكال الاول ما قدمت من تصوير جنب تيمم فاحدث فتوضأ فمر على ماء كاف لغسله وقد ذكره البرجندي ايضا **اقول** فهذا جنب ليس معه حدث يوجب الوضوء لان الوضوء طرأ على اعضاء الوضوء فطهرها مطلقا الى ان يطرأ حدث اخر اصغر او اكبر حتى انه اذا وجد ماء للغسل لم يكن عليه غسل هذه الاعضاء لما سياتي في الافادة الحادية عشرة ان الحدث الحال

بالاعضاء يتجزئ فاذا راى ماء الغسل لم تعد الجنابة الا فيما وراء تلك الاعضاء ❊ فهذا جنب متوضئ بلا مراء ❊ وان اعتراك شبهة فيه [٣١٧] فاعتبره بجنب اجد الماء فان المسنون له ان يقدم الوضوء الا شك انه ما دام فى بدنه لمعة لم يصبها الماء يبقى جنبا فهو حين هو متوضئ جنب ليس عليه الا افاضة الماء على سائر جسده فاذا فعل فقد طهر ولا يعيد الوضوء اجماعا فالجنابة الحالة بما وراء اعضاء الوضوء اذا لم تناف الوضوء حينئذ بل الوضوء هو الذى نفاها من تلك الاعضاء فكيف ينقض عودها فى غير الاعضاء اذ ما لا يمنع وجوده الطهارة بدءا لن ينقضها حدوثه بقاء وهذا الظهر من ان يظهر [٣١٨] ونعنى بالمتوضئ طهارة اعضاء وضوئه ونزاهتها عن الحدث لا المتوضئ الذى تجوز له الصلاة فان ذلك بزوال الحدث القائم بنفس المكلف لا باعضائه وهو تلبسه بنجاسة حكمية فانه لا يزول ما لم يطهر بدنه كله كما قدمنا فى الطرز المعلم وهذا معنى قولهم ان الحدث لا يتجزأ **اما** تصوير البرجندى على قول محمد **فاقول** [٣١٩] يبقى على ان ينتشر فيولج فيه نزع فيغتسل كل هذا قبل ان يمنى والا لم يفد ولا الاكبر الا صغر وهو وان كان محتمل ويكفى للتصوير الاحتمال **و** رده اللكنوى عليه **مردود** بما يأتى **اما** تصويره الاخير على قول الشيخين اى الطرفين وقوله فيه لم يوجد ناقض الوضوء **فاقول** [٣٢٠] بلى اذ الامناء لا يخلو عن امذاء سواء كان عند الاستمناء او الامناء ولذا استشكل الامام شمس الائمة الحلوانى طهارة المنى بالفرك لان كل فحل يمذى ثم يمنى واجاب بانه مغلوب بالمنى مستهلك فيه فيجعل تبعا قال المحقق فى الفتح وهذا ظاهر فانه اذا كان الواقع انه لا يمنى حتى يمذى وقد طهره الشرع بالفرك يابسا لزم انه اعتبر ذلك للضرورة اھ **اما** رد اللكنوى عليه **فاقول** [٣٢١] نداء من بعيد ❊ وقول من لم يصل الى العنقود ❊ ... كما اشار اليه فى مسألة المباشرة مرتين وافصح عنه قبله وفى عمدة الرعاية ان الحدث الاصغر لازم للاكبر فان كل ما ينتقض به الغسل ينتقض به الوضوء اھ وهو **اولا** بعد عن فهم المرام ❊ وخروج عما فيه الكلام ❊ فان البحث فى انفكاك الاكبر عن الاصغر اى هل توجد جنابة بلا حدث اصغر وكل احد يعلم ان الاصغر لا يقال الا على ما يوجب الوضوء فقط فهو ماخوذ بشرط لا فيباين الاكبر صدقا فكيف ولا يلحظ لوصف بالاصغرية الا هذا ولو كان لا بشرط شيئ لصح ان يقال ان الجنابة وانقطاع الحيض والنفاس حدث اصغر ولا يقبله الا ذو جهل اكبر فاذا تباينا صدقا استحال ان يوجد بنفس وجوده بل لابد له من وجود ما يوجبه عينا فهذا معنى قوله لم يوجد ناقض الوضوء كما اشرنا الى ذلك على الهامش **و** **ثانيا** اللزوم باطل بما صورنا انفا من جنب توضأ وقد سلمه الرجل اذ خص الصورتين

الاخيرتين بلا اعتراض ولم يمس الصورة الاولى فان كان يعلم ان فيها جنابة ولا حدث فلم هذه الايرادات و
ادعاء اللزوم وان كان لا يعلمه فلم تركها من الايراد فقد عاد فيها ايضا الحدث الاكبر وهو ينقض الغسل
والوضوء كليهما **وثالثا**[٣٣٢٢] لا يخفى ان قوله وان لم تحصل الجنابة فان الكلام على قول الطرفين **ورابعا**[٣٣٢٣]
اي محل لهذه الوصلية فما كان مقصود البرجندي ان الحدث لا يوجد بلا جنابة بل ان الجنابة قد توجد
ولا حدث فكان الرد عليه باثبات الحدث في صورة جنابة يصورها البرجندي للانفكاك لا في صورة عدم الجنابة
حتى يقال قد وجد الحدث وان لم تحصل جنابة **تنبيه**[٣] **اقول**[٣٣٢٤] لربما يقول قائل ليس لموجب
غسل قط ان يوجب الوضوء فضلا عن اللزوم وذلك لان من اركان الوضوء المسح ولا يوجبه موجب
الغسل وما لا يوجب الجزء لا يوجب الكل وحله كما **اقول**[٣٣٢٥] معنى المسح الواجب في الوضوء اصابة
بلة ولو في ضمن اسالة لا ما يباينها والا لما تأدى بغسل الراس واصابة المطر والانغماس وهو باطل قطعا قال في
الفتح والحلية والبحر وغيرها الآلة لم تقصد الا للايصال الى المحل فاذا اصابه من المطر قدر الفرض
اجزأه وفي المحيط والهندية اذا غسل الرأس مع الوجه اجزأه عن المسح ولكن يكره لانه خلاف ما امر
به اھ ولا شك ان موجب الغسل يوجب اصابة الرأس ببلة بالاسالة فقد اوجب جميع اجزاء الوضوء
وبالجملة مسح الرأس ماخوذ لا بشرط شیئ فيتأدى بالغسل والحدث الاصغر ماخوذ بشرط لا شیئ فلا يلزم الحدث
الاكبر هكذا ينبغي التحقيق والله ولي التوفيق **الافادة ٢**[٣٣٢٦] لا شك ان ظاهر الكلام وجوب الوضوء
على جنب معه حدث اذا وجد ما يكفي للوضوء فقط وهذا هو مسلك التعويل الذي سلكه القهستاني
ولا شك ان المراد حينئذ بالصورة الاولى التي حكم فيها بعدم وجوب الوضوء عند نا خلافا للامام المطلبي
رضي الله تعالى عنه جنابة لا حدث معها كما صورنا وعلى هذا يكون معنى الكلام ان من له حدث واحد اصغر
او اكبر وجد ماء لا يكفي لطهره لا يستعمله عندنا خلافا للشافعي وهذا قوله حتى اذا كان الجنب قوله و
اذا كان الحدث اما اذا اجتمع الحدثان وكفى الماء لاحدهما وجب صرفه اليه فان كان يكفي للوضوء يجب عليه
الوضوء وهذا قوله اما اذا كان الخ ولا شك ان التناقض يندفع بهذا الوجه بابين وجه وما نقله اللكنوي
من الرد عليه ان كيف اوجب الشافعي الوضوء بلا حدث **فاقول**[٣٣٢٧] هو رضي الله تعالى عنه يوجب
استعمال القدر المقدور مطلقا سواء كان محدثا او جنبا معه حدث او لا فاذا قدر الجنب على الوضوء وجب
وان لم يكن محدثا **الافادة ٣** اما تاويل سلكه في غاية الحواشي وتبعه اللكنوي **فاقول**[٣٣٢٨] **اولا**

افادہ ۲

افادہ ۳

لاشك انه ابعد تاويل ولوساغ مثل الحذف بلا دليل لاستقام كثير من الاباطيل **وثانيا** الحدث المقارن للتيمم يبطله فلايبقى له ولا للجنابة فكيف قال فالتيمم للجنابة فلم ينفعه تقدير المضاف **الا** ان يراد بالتيمم كونه متيمما ولايكون متيمما الا اذا اتم التيمم ويراد بالمعية اتصال الزمانين المتعاقبين بلافصل اى لما اذا ولى الحدث تمام التيمم فيستفاد منه تاخر الحدث منه فبعد هذه التكلفات يؤول الامر الى ماسلك الجمهور ان مع بمعنى بعد فان هذا اما اختاروه والعجب ان مؤلف السعاية رد عليهم ما سلكوه مع ما لهم من قرب عتيد وتبع هذا على تلك التجشمات مع مالها من بعد بعيد **وثالثا** يرد عليه بعد تلك التمحلات انه لم يقيد باتصال الحدث بتمام التيمم فانه ان تاخر عنه ولو طويلا كان الحكم هكذا قطعا **ورابعا** على اللكنوى خاصة انه لم يقتصر عليه بل زاد فى الطنبور نغمة وفى الشطرنج بغلة فجوز على حذف المضاف ان يكون مع بمعناه فهدم لزوم البعدية التى فيها كان الملجأ اساسا **الا** ان يضاف له تكلف ثالث ان المراد بالمعية البعدية المتصلة وبالبعدية البعدية المنفصلة فيكون المعنى على الاول اما اذا لحق التيمم حدث من فور تمامه وعلى الثانى اما اذا لحقه حدث متاخر عنه بزمان وانت تعلم ان كلا القيدين ضائع

الافادة ٤: ما دندن به اللكنوى على الجماعة وتلخيصه ان بعدية الحدث عن الجنابة حاصلة اذا تأخر حدوثه عنها قبل التيمم فال الاشكال كما كان يريد به انهم اخطؤا فى ترك ما ارتكبه هو وغاية الحواشى من تقدير المضاف فان البعدية عن الجنابة لا تعنى ما لم يكن بعد التيمم **فاقول** بل هو الذى اخطأ وارتكب فى كلامهم ايضا تقدير مضاف تسوية للرد عليهم وذلك ان البعدية زمانية ولا يجتمع فيها القبل مع البعد وما الجنابة باقية مالم ترتفع بغسل او تيمم فان حدث حدث قبله فقد اجتمع مع الجنابة فلم يكن بعدها بل معها نعم كان بعد حدوثها وما قالوه بل المعترض هو الذى اضاف هذا المضاف الى كلامهم فثبت ان الحدث لا يكون بعد الجنابة الا اذا حدث بعد زوالها وهو ههنا بالتيمم فتأخره عن التيمم مفاد نفس اللفظ هكذا تفهم كلمات العلماء ولله الحمد فظهر ان احسن التأويلات تاويل الجماعة وانه لا صحة لمزعومات غاية الحواشى والسعاية الا اذا رجعت اليه

الافادة ٥: اذا علمت ان لا محيد الا البعدية فالمراد بالصورة الاولى ما اذا لم يكن معها حدث او كان قبل التيمم فمعنى الكلام ان الجنب الفاقد للغسل فى كلا الوجهين ان وجد وضوءا لا يتوضؤ بل يتيمم خلافا للشافعى اما اذا كان حدث بعد ما تيمم لها فحينئذ يجب عليه الوضوء وهذا الكلام صحيح عين ما مر عن شرح الطحاوى للامام الاسبيجابى وغيره

اعتراض ١ على غاية الحواشى
اعتراض ٢ على اللكنوى
اعتراض ٣ عليهما
اعتراض ٤ على اللكنوى
الافادة ٤
البدعة الطائفة
على غاية الحواشى وعلى اللكنوى
رد ١ على اللكنوى
رد ٢ عليه
رد ٣ عليه
الافادة ٥

افادہ

وبه انحلت الشبهة الخامسة ومعها شبهة التناقض ايضا باصح وجه واحسنه **الافادة ٦** ـ قوله فالتيمّم للجنابة لاشك ان اللام فيه للعهد اى التيمّم المذكور الصادر من جنب معه ضوء الا فرض المسألة فيه او بدل عن المضاف اليه اى تيمم الجنب المذكور فمن البديهي بطلان كونه للاستغراق او الطبيعة وكذا اخذ المضاف اليه مطلق الجنب فانه ان اريد التخصيص اى تيمّم كل جنب انما يكون للجنابة لاغير فبطلانه ظاهر حتى على مسلك التعويل فان جنبا معه حدث ولا انما يكون تيممه للحدث غير قطعا الا ترى الى قول شرح الوقاية نفسه اذا كان به حدث ثان حدث يوجب الغسل كالجنابة وحدث يوجب الوضوء يكفى تيمّم واحد عنهما اھ وان لم يُرِدْه كانت المقدمة القائلة ان كل جنب يتيمّم للجنابة خالية عن الافادة لانه معلوم لكل احد ولا يصلح تعليلا ولا تفريعا وبه استبان ان اللام فى قوله للجنابة لام التخصيص فكان المعنى ان تيمّم الجنب المذكور للجنابة خاصة **الافادة ٧** ـ تعلق قوله بالاتفاق بكون التيمم للجنابة هو الظاهر المتبادر من العبارة لانه انما يفهم عائدا الى الجملة المذيلة به ا **قول** لكن لا صحة له اصلا لان فرض المسألة فى جنب له ماء يكفى للوضوء ووجود ماء ما مطلقا وان قل وان لم يكف للوضوء ايضا مانع للتيمّم مطلقا عند الامام المطلبى سواء كان المتيمّم جنبا او محدثا لانه يجل قوله عز وجل فلم تجدوا ماءً على الاستغراق مع الاطلاق فكيف يوافقنا فى شيئ من الصور على كون تيمّم جنب له بعض الماء للجنابة بل باطل عنده لفقد شرطه وهو عدم الماء مطلقا والباطل لا يكون لشيئ اللّٰهم الا على مسلك التعويل وجعل الفاء للتفريع وفرض التيمّم بعد الوضوء او قوعه عند نفاد الماء ولا مساغ له على مسلك التاويل لان فيه التيمّم قبل الحدث فكيف يكون بعد الوضوء وكذا على مسلك التعويل واخذ الفاء للتعليل اذ لا معنى لقولك يجب الوضوء لان التيمم ان وقع بعده يكون للجنابة بالاتفاق ومسلك التعويل نفسه من الاباطيل فلا صحة لتعلقه بما يليه وبه استبان قلة فهم الذى زعم ان قوله بالاتفاق متعلق بوجوب الوضوء او بكون التيمم للجنابة ام مخير بين الصحيح والباطل وقد اضطرب كلامه فيه فاقر فى سعايته تعيين تعلقه بيجب قال فى عمدته فى تقرير الايراد الرابع ان فى الصورة السابقة ايضا التيمّم للجنابة اتفاقا اھ فجعله متعلقا بما يليه ثم ذكر هذا التخيير ثم قال متصلا به او يقال معناه فالتيمّم ثابت او واقع للجنابة اتفاقا اھ فعاد الى الباطل الصريح ولا يدرى ما معنى او عطفا على التخيير فان هذا داخل فيه الا ان يريد انه مخير بين الحق

افادہ ۵

عه۱ هو صاحب عمدة الرعاية اللكنوى

عه۲ اراد به اللكنوى

عه اراد به عليه

عه اراد به عليه

عه اراد به عليه

والباطل اولا تخییر بل علی الباطل عینا ھذا **واقول** [۳۴۴۳] بل لو کان فرض المسألة وجدان الماء بعد التیمم لم یستقم الکلام ایضا اما علی مسلك التعویل فظاھر لان الصورة الاخیرة فیه اجتماع الحدثین فاذا وجد او عدم الماء وتیمم کان عنھما بالوفاق لاعن الجنابة خاصة عند احد من الفریقین اما مذھبنا فمعلوم واما مذھب السادة الشافعیة فقال الامام ابن حجر المکی الشافعی فی فتاواہ الکبری من علیه جنابة وحدث اصغر یکفیه لھما تیمم واحد وھذا واضح جلی لان التیمم عن الحدث الاصغر وعن الاکبر حقیقتھما ومعناھما وصورتھما ومقصودھما واحد فلا یتخیل منع الاندراج ولانه یلزم علی الامر بتیممین متوالیین ما یشبه العبث لانه اذا تیمم اولا لاستباحة الصلاة استباحھا به فایجاب الثانی عبث لافائدة فیه ام ھذا فی الابتداء وان ارید البقاء ای ان بعد وجدانه یبقی للجنابة بالاتفاق فباطل اذ یبطل عنده راسا بوجدان ماء ما مطلقا لفقدان شرطه واما علی مسلك التاویل والصورة الاخیرة فیه الحدث بعد التیمم فان ارید بقاء کما افصح به الشرنبلالی فظاھر البطلان لما مر انفا غیر انه رحمه اللہ تعالی لم یذیله بالاتفاق فسلم بخلاف ذلك الذی قال فالتیمم باق اتفاقا فانه وقع فی خطأ مظلم وان ارید ابتداء فنعم ھو متفق علیه کونه اذ ذاك للجنابة خاصة لعدم الحدث حینئذ لکن لفظه بالاتفاق تقع عبثا وموھمة غلطا اما الاول فلانه اذا بطل عنده بالوجدان زمانا فاتیة وفاته الماء واما الاخیر فلان ذکرھا فی الصورة الاخیرة لاسیما بمقابلة الاختلاف المذکور فی الاولی یفید عدم الاتفاق فی الاولی ولیس کذلك لان فی الاولی ان لم یکن حدث کان للجنابة وحدھا بالاتفاق وان کان کان لھما بالوفاق انما الاختلاف ثمه فی بقاء التیمم عندنا وانتقاضه عنده بوجدان ماء غیر کاف وبالجملة قوله بالاتفاق یجب صرفه الی قوله یجب کما فعل فی غایة الحواشی و نعما فعل **اقول** [۳۴۴۴] وبه ظھر **اولا** انه کان الانسب للدر تقدیم قوله بالاتفاق علی قوله فالتیمم لانه بصدد ایضاح کلام الصدر الامام وان یزیح عنه الاوھام **وثانیا** ان صاحب غایة الحواشی مع تصریحه بتعلقه بیجب لم یحسن فی ضمه مع الجملة التالیة ایضا اذ قال مع انه تیمم للجنب اتفاقا و **ثالثا** [۳۴۴۵] بطلان الایراد الرابع المنقول فی السعایة مع التقریر ان کون التیمم للجنابة بالاتفاق مشترك بین الصورتین فانه لیس لشیئ اصلا عند الامام الشافعی فی کلا الوجھین فان استعفی عن لفظه بالاتفاق واقتصر علی ان کونه للجنابة مشترك بین الصورتین لا اختصاص له بھذہ الصورة اندرج فی الایراد السابق علیه وسیأتیك الجواب عنه بعونه تعالی **الافادة ۸** [۳۴۴۶]: نختار ان الفاء للتفریع کما مشی

تطفل علی الدر

اعتراض علی غایة الحواشی وعلی من نقل التنویر

افادة

عليه العلامة الشرنبلالى وغاية الحواشى وقول السعاية لا محصل له لان كون هذا التيمم للجنابة خاصة لم ينشأ الا من وجوب الوضوء للحدث اذ لو لم يجب لكان التيمم لهما معا لاستحالة ان تجوز صلاة مع الحدث فلا بد ان يحمل التيمم المذكور افعاله او دافعا وانكان الاخير ليس له فى الشرع نظير فاستلزام محال محالا غير محال الافادة ۹ - نختار انها للتعليل وزعم السعاية اشتراك العلة مردود اما على مسلك التاويل مع اجتماع الحدثين فى الصورة الاولى فظاهر لان التيمم طرأ عليهما فرفعهما معا فكيف يختص بالجنابة واما عليه مع انفراد الجنابة فى الصورة الاولى وعلى مسلك التعويل فالاختصاص شيئ بشيئ تارة يكون لانحصار الوجود فيه واخرى لتفرده به من بين مشاركاته فى الوجود ومعلوم بداهة ان هذا هو المراد هنا فانه اذا وجد حدث ولم يقع التيمم الا عن الجنابة لم يغن عن الحدث ووجب الوضوء بخلاف ما اذا لم يكن حدث فلا شيئ يجب بهذا الوجه من الاختصاص غير مشترك فظهر ان الفاء تحتمل الوجهين فقصر الشرنبلالى وغاية الحواشى على احدهما وقع وفاقا لا داعى اليه بل التعليل هو الاظهر الازهر فان كون التيمم لخصوص الجنابة غير مقصود هنا بالافادة والله تعالى اعلم الافادة ۱۰ - تبين الجواب الصواب بحمد الجليل عن الاسئلة الخمسة كلها على مسلك التاويل وعن غير الخامس على مسلك التعويل وظهر ان اقواها السؤال الاخير الجليل وهو الذى دعا العلماء الى الانكار والتاويل وان السؤال الاول ليس باشكال بل سريع الانحلال وكذا الثانى كشفه رخيص ان لم يمزج بالخامس العويص اما الثالث والرابع اللذان اتى بهما السعاية فانهما واهيان الى الغاية وبقاء الخامس على مسلك التعويل هو الذى نادى عليه بالرحيل لمصادمته الدلائل القاهرة والنصوص الزاهرة ولهذا من يختار بره و يرتضيه الا التعويل فى الحاشية ولم يأت اصلا بشئ يغنيه فقوله تكلف بعيد الاخذ من العبارة اقول نعم المراد جلبى من حديث اللمعة ارجاعاله الى ما يأتى عن الشارح والا فليس فيه الا اخذ مع بمعنى بعد وليس فيه بعد فقد وقع فى الكتاب العزيز قوله يلزم التكرار اقول اولا فكان ماذا اذا ذكر ضابطة تشمل فروعا ثم بعد حين اورد فرعا منها لتبيين حكم بعد تكرارا فاذا لم يقبح مع تقدم ذكره فى الضابطة كيف يقبح ولم تذكر بعد وثانيا لو تتبعت ما وقع لهم وللشارح الامام من تكرار الافادات لاعيات طلبها قوله ولعله انما ارتكبه زعما الخ اقول من اين لكم هذا وانما فعله لان ذا الحدثين لا يتوضأ اذا لم يكف الماء لغسله قوله اما اذا وجد فلا بد من الوضوء ثم التيمم للجنابة

اقول[٣٣٥٤] هذا هو مذهب الشافعي لاسيما بلفظة ثم فان فيه ايجاب اعدام الماء وان قل قبل التيمم ولايقول به حنفي قط **قوله** والعجب انه لم يلتفت **اقول**[٣٣٥٥] مبني على ماتصور ولامتصور **قوله** بعد تسليم جميع المقدمات **اقول**[٣٣٥٦] ما تلك المنوع المطويات فان المقدمات عند الحنفية من البديهيات **قوله** يجوز اجتماع العلل الشرعية على معلول واحد **اقول**[٣٣٥٧] كما لايمتنع اجتماع علل على معلول كذلك لايمتنع ارتفاع علل برافع واحد كالتي انقطع حيضها ثم احتلمت ثم التقى الختانان ثم انزلت فقد اجتمعت عليها اربع علل وترتفع جميعا بغسل او تيمم واحد فاذا كان له حدثان اصغر واكبر ولم يجد ماء للغسل فلابد له ان يتيمم وتيممه لكونه عن جنابة مطهر لجميع البدن ومن البدن اعضاء الوضوء فقد طهرها ورفع الحدثين كما اذا اغتسل فليس هذا التيمم الا قائما مقام الغسل فكما يرتفعان به فكذا بنائبه ولم نعرف من الشرع تيمما يطرؤ على حدثين فيرفع احدهما ويذر الاخر والا لزم له اما تيمم اخر وهو باطل حتى عند الشافعية كما قدمنا او الماء وهو الجمع بين البدل والمبدل الباطل باجماع الحنفية فبلج الحق والحمد لله رب العلمين

فان قلت[٣٣٥٨] القياس على الغسل مع فارق وذلك لان ذا الحدثين اذا اغتسل فقد اتى بما امر به في كل من الحدثين وهو اسالة الماء على تلك الاعضاء وكذلك اذا تيمم فاقد الماء اما اذا وجد وضوءا فبالتيمم انما يكون اتيا بما امر به للحدث الاكبر لابما امر به للاصغر لانه قادر فيه على الاصل فكيف يصير الى البدل وبالجملة شرط التيمم العجز عن الماء وقد عجز في الحدث الاكبر دون الاصغر فكان التيمم مجزئا عن ذلك لا عن هذا فافترق الحدثان بقاء وارتفاعا **اقول**[٣٣٥٩] هذا لو كان كل منهما مستبدا بحياله وليس كذلك فليس الحدث الا اعتبارا شرعيا لاثار معلومة كمنع الصلاة وقد انطوى الاكبر على جميع اثار الاصغر فكلما منعه الاصغر منعه الاكبر بالاولى ولا عكس وارتفاع شيئ يوجب زوال جميع اثاره وقد سلمتم ارتفاع الاكبر بهذا التيمم فيجب ارتفاع كل اثاره ومنها منع الصلاة فلزم اباحتها ولا تباح قط مع حدث فثبت ان هذا التيمم رفع كل حدث طرأ عليه **فان قلت**[٣٣٦٠] ارتفاع شيئ انما يوجب زوال اثاره من حيث هي اثاره ولاينافيه بقاء بعضها لمؤثر اخر كمن توضأ وفي فخذه نجاسة مانعة فلاشك ان قد صح وضوؤه وزال المنع الذي كان من قبله مع ان المنع لاجل النجاسة بحاله كذا هنا هما حدثان قام احدهما باعضاء الوضوء والاخر عم ظاهر البدن طرا ففيها مانعيتان وفي سائر الجسد مانعية واحدة فاذا تيمم وهو واجد لماء الوضوء زالت من اعضاء الوضوء المانعية الكبرى لصحة مزيلها بوجود شرطه وهو العجز عن الماء الكافي للغسل وبقيت الصغرى

لان المزيل لا صحة له بالنسبة اليها لفقد شرطه بالقدرة على الماء الكافى للوضوء وبه ظهر انه ليس كالتى وصفت انها حاضت واحتلمت وجومعت وامنت وكفاها غسل او تيمم واحد وكذا من احدث مرارا يكفيه وضوء واحد وذلك لان المزيل ليس فاقد الشرط بالنظر الى شیئ منها فازالها جميعا بخلاف ما نحن فيه وبه اتضح الفرق بين هذا وبين من ليس له الا الجنابة فانه ان وجد وضوءا لا يتوضؤ لا زالة المانعية القائمة باعضاء الوضوء فانها ليست الا الكبرى وهى لا تتجزى بخلاف الصورة الاولى وبه تبين ان اليسر فيه الجمع بين البدلين بل توزيعهما على شيئين يمكن صرف الماء الى غسل النجس وتيمم للحدث بل كمن اطعم عن يمين وصام عن اخرى وبه استبان انه ليس عبثا ولا اضاعة ولا الاشتغال به سفها وليس كما قالوا من بقاء الحدث كما هو بل زال حدثها

۳۲۶ **اقول** ما امتنه من كلام لولا ان فيه ذهولا عن حديث منع الاستبداد فانك جعلتهما شيئين مستقلين عند الاجتماع مع ان المتقرر فى الشرع ان المتجانسين اذا اجتمعا ولم يختلف مقصودهما تداخلا وقد اعترفت به فى التى وصفت وفيمن احدث مرارا كان هنالك التداخل مع المساواة فان الكل فى رتبة واحدة فكيف واحدهما اكبر واقوى ومن كل وجه يتضمن الاخرى فالمحل جزء من المحل والمطهر بعض من المطهر والمقصود شقص من المقصود فكيف لا يلزم اندماج الصغرى فى الكبرى وان يكون الحكم لها فى امر الطهارة لا للصغرى فان التابع لا يفرد بحكم ويسقط اذا سقط المتبوع والشیئ اذا ابطل بطل ما فى ضمنه والمتضمن بالفتح لا تراعى له شروطه بل شروط متضمنه كل ذلك من القواعد الشرعية الا ترى ان المذى لا يطهر عن ثوب ولا بدن بفرك ولا يظهر له حكم مع المنى فيطهر به ويظهر به الجواب عن توارد العلل هذا ما سمح به الجنان، وتشحيذ الاذهان وحسبنا ان الحكم ما قدمنا من دلائل تامة وتصريحات تامة والله المستعان وبالله التوفيق والله تعالى اعلم

الافادة ۱۱ الان حصحص الحق وكشف قناعه وظهر ان المسلك مسلك التأويل والتاويل متأول الجماعة، بيد ان ههنا شبهات خطرت فخشيت ان تعترى قاصرا مثلى فيحتاج الى الجواب فاحببت الاسعاف بايرادها، وابانة سقوطها وفسادها، وبالله التوفيق

الشبهة الاولى ۳۲۷
ان الامام صدر الشريعة يقول اغتسل الجنب لم يصل الماء لمعة ظهره وفنى الماء واحدث حدثا يوجب الوضوء فتيمم لهما ثم وجد من الماء ما يكفيهما بطل تيممه فى حق كل منهما وان لم يكف لاحدهما بقى فى حقهما وان كفى لاحدهما بعينه غسله ويبقى التيمم فى حق الاخر وان كفى لكل منفردا غسل اللمعة الخ فالصورة الثالثة تشمل ما اذا كفى للوضوء دون اللمعة وقد حكم فيه ببطلان تيممه فى حق الحدث وايجاب

الوضوء والظاهر ان هذا انما يستقيم على ما قدم اول الباب من وجوب الوضوء على ذی حدثین وجد ضوء
فانه فرض فيه الحدث قبل التيمم ثم اوجب الوضوء للحدث فاذن يكون التأويل توجيها للقول بما لا يرضى
به قائله **بل** يسری الشك الی الحكم المنقح فان صدر الشريعة غير متفرد به هذا الامام الجليل الاقدم ابو البركات
النسفی قال مثلا فی الكافی جنب علی بدنه لمعة احدث قبل ان يتيمم تيمم لهما واحدا فان وجد ما يكفی لاحدهما غير
عين صرفه الی اللمعة ويعيد التيمم للحدث عند محمد اھ فما منشؤ اعادة تيمم الحدث الا ايجاب الوضوء له
مع كونه قبل تيمم الجنابة وابو يوسف وان خالفه فی الاعادة فلا لانه لا يوجب الوضوء فی نفسه بل لعارض
وذلك ان امر الجنابة اغلظ فكان الماء مستحق الصرف اليها والمستحق لحاجة اهم كالمعدوم كما سيأتی عن الكافی
ان شاء الله تعالی فی الرسالة التالية وهذا يفيد اتفاق الصاحبين رضی الله تعالی عنهما علی وجوب الوضوء
لجنب احدث قبل التيمم نعم مع ان المقرر فيما مر ان لا وضوء عليه الا اذا احدث بعد ما تيمم **ولعلك تقول**
اولا اين هذا من ذاك فانه كان ثمه واجد الماء الوضوء قبل التيمم للجنابة فكان ايجاب الوضوء ايجابه
علی جنب لا يجد غسلا وهو خلاف المذهب اما ههنا فانما وجده بعد ما تيمم لهما والفرض انه لا يكفی
للمعة فكان تيممه لها بحاله فلم يعد جنبا وبالقدرة علی الوضوء انتقض تيممه فی حق الحدث لانه لا يكون
طهارة الا الی وجدان الماء فاذا وجد فقد فقد عاد محدثا والمحدث غير جنب اذا وجد وضوء فلا شك
فی وجوب الوضوء عليه الا تری الی ما قدمت فی الدليل الخامس عن البدائع يتوضؤ به لان هذا محدث
ليس بجنب عن البدائع صار محدثا لا جنبا فيتوضؤ **وثانيا** لم يكن عليه وضوء لبقاء الحدث كما هو لوجود
الجنابة ولا تزول بالوضوء اما الأن فقد زالت بالتيمم **وثالثا** لم يكن ماؤه مبيحا للصلاة لاجل الجنابة
والأن يبيح **ورابعا** كان فيه الجمع بين البدلين فی طهارة واحدة والأن قد تمت الطهارة الاولی
بالتيمم بلا ماء وبعود الحدث بالقدرة علی الماء دون الجنابة تتم هذه بالماء بلا تراب **وخامسا** قد علم
دوامه فی المتون وسائر كتب المذهب ان حدوث قدرة علی الماء كحدوث حدث فی نقض التيمم ولا شك
ان لو تيمم لهما ثم احدث فعليه الوضوء فكذا اذا قدر علی ماء الوضوء فانی الابتناء علی ما صدر عن الصدر
فی صدر الباب **اقول** بلی فان مبنی كل ذلك علی فرض انتقاض تيممه فی حق الحدث برؤية الماء
وفيه النظر كيف ولو نقضه بقاء لمنعه ابتداء ومنعه ابتداء هو عين ما فی صدر الباب خلاف ما عليه
النصوص والدلائل اما الملازمة فقد قال الامام ملك العلماء فی البدائع الغراء الاصل فيه ان كل ما منع

وجوده التيمم نقض وجوده التيمّم وملا فلا اھ ومثله فی البحر والتنویر والدر وغیرها من الاسفار الغر ای کل
ما لا یمنع ابتداء لا ینقض بقاء وینعکس بعکس النقیض الی قولنا کل ما ینقض بقاء یمنع ابتداء فثبت
المطلوب وبه علم ان الخامس ابین بطلانا وافضح بالبناء علی ذلك الحکم المحذور **الشبهة الثانیة**
نصوا فیمن بقیت له لمعة واحدث بعد التیمّم لها کما صوّر فی اکثر الکتب وکذا ان احدث قبله کما صوّر بالوجهین
فی بعضها ثم وجد الماء قبل التیمم للحدث ان کفی للمعة دون الوضوء غسلها وتیمم للحدث وکذا ان کفی لکل
منهما لا علی التعیین لان الجنابة اغلظ فان خالف وتوضأ اعاد التیمّم للمعة باتفاق الروایات وستأتی
النصوص فالذی فی هذه الصور الثلاث لیس الا تلفیق الطهارتین والجمع بین البدلین حیث تطهر
فی وقت واحد بالماء والتراب معا وکون الماء للجنابة والتراب للحدث لا یمنع الجمع والا فلم منعتم اذا احدث ثانیًا
وجد وضوءً عن الوضوء فان ثمہ ایضا لم یجتمعا علی شیئ واحد بل کان التراب للجنابة والماء للحدث **الشبهة**
الثالثة نصوا قاطبة فی صورتی کفایة الماء للمعة وحدها ولکل منفردا بوجوب استعماله فی اللمعة
وانتقاض تیممه لها وانه یتیمّم للحدث ومعلوم قطعا ان هذا الماء لم یکن محللا للصلاة فی الصورتین لبقاء
الحدث والاحتیاج له الی التیمّم فکان یجب ان لا ینتقض تیممه لها لما مر من نصوص الائمة الجهابذة فی
الدلیل السادس ان المراد فی الکریمة هو الماء الذی اذا استعمل ابیح الصلاة وهذا لیس به هذا تقریر الشبهات
واقول فی الجواب بتوفیق الوهاب **اما الاخریان** ان کان الحدث فیهما بعد التیمّم للجنابة فالجواب
واضح لانه اذن مستبد قطعا لا یصلح للاندراج لارتفاع الجنابة بالتیمّم فکیف یندرج الموجود فی
المرفوع ولذا اجمعت الامة انه اذا احدث بعد تطهیر الجنابة بالغسل او بالتیمّم ووجد وضوءً یجب
علیه الوضوء فاذ لم یندرج فیها لم یکن الجمع بین البدلین فی طهارة واحدة بل طهارتین کمن اجنب
ولم یجد غسلا فتیمّم فاحدث ووجد وضوءً فتوضأ ولا یرد ذو الحدثین لاجل الاندراج فیکون جمعا فی
طهارة واحدة وکذلك المراد بالاباحة الاباحة من جهة ازالة مانعیة لا قاها وان بقی المنع من جهة اخری
کما سبق فی من توضأ وعلی فخذه نجس مانع ولا یرد ذو الحدثین فلیس به مانعیتان ووضوءه یزیل احدیهما او
ان بقیت الاخری بل مانعیة واحدة لاندراج الصغری فی الکبری فاذا لم یکف للکبری لم یکن محللا للصلاة
اصلا ولو کان یکفی للصغری **واما ان کان الحدث** فیهما قبل التیمم کما فی الشبهة الاولی **فاقول**
الجواب عنها جمیعا فی تحریر واحد ان شاء الله العزیز الواجد الماجد وقد لوحنا الیه فی الافادة العاشرة

وذلك ان الحدث له معنيان كما قد منا فى الطرس المعدل احدهما نجاسة حكمية تحل بسطوح الاعضاء الظاهرة التى يلحقها حكم التطهير حلول سريان والسطح ممتد منقسم طولا وعرضا فبانقسامها تنقسم النجاسة الحالة بها وعن هذا يسقط الفرض عما اصابه الماء مع بقاء النجاسة فى الباقى والأخر وصف للمكلف وهو تلبسه بها فيبقى ما دام ذرة منها وهذا هو الحدث الذى لا يتجزى وإذ كان الاول متجزيا ينقسم الى قسمين شامل ومقتصر فالشمول فى الجنابة ما لم يمس ماء والاقتصار اذا غسل بعض البدن فان النجاسة الحكمية تزول من المغسول وتبقى فى غيره والحدث الاصغر لا يعتبر فى غير الاعضاء الاربعة فان كانت الكبرى شاملة وجب الاندراج لعمومها تلك الاعضاء ايضا وان كانت مقتصرة لم يلزم كأن تكون الجنابة فى غيرهن وفيهن الحدث ولا يكون الا بان يتوضأ الجنب او يمر الماء على اعضاء وضوئه وتبقى لمعة فى غيرهن ثم يحدث فيعتريهن الحدث فح لا وجه للاندراج لتباين المحل والى هذا اشرت بقولى فى المندرج المحل جزء من المحل والمطهر بعض من المطهر هذا هو مرادهم ههنا كما دل عليه قول الامام صدر الشريعة ولم يصل الماء لمعة ظهره خص الظهر بالذكر ليفيد ان الكبرى فى غير محل الصغرى فلا يصح الاندراج الا ترى ان ذا الجنابة الشاملة والحدث اذا اغتسل كفاه عن الوضوء وان لم يجد ماء لغسله فتيمم كفاه ايضا اما صاحب المقتصرة فى غير اعضاء الوضوء والحدث كمن اغتسل وبقيت ظهره مثلا ثم احدث فهذا اذا غسل ظهره ثم غسله وخرج عن الجنابة لكن لا يكفيه غسله ظهره عن الوضوء بل يجب عليه ان يتوضأ او يتيمم للحدث ان لم يجد له الماء وما هو الا لعدم اندراج الصغرى فى تلك المقتصرة الكبرى **فان قلت** ٣٣٤٥ هذا فى الماء فانه ايضا مطهر مقتصر على ما يصيب بخلاف التيمم فانه يعم جميع البدن كالغسل **اقول** ٣٣٤٦ نعم يعم البدن لكن عمله فى الحدث هو الرفع لا التغيير عن صفته حتى يجعل المندرج غير مندرج او بالعكس بل انما يرفعه على ما هو عليه من الحال ان مندرجا فمندرجا ومستبدا فمستبدا فاذا اغتسل وبقيت لمعة فى ظهره ثم احدث فتيمم لهما ازالهما مغيّين الى وجدان الماء وهذه ثمرة عمومه لا ان يدرج نجاسة حكمية قائمة بالاعضاء الاربعة فى نجاسة اخرى قائمة بالظهر فتبقى كل منهما تنتظر الماء الكافى لها بحياله فاذا وجد وضوء وجب عليه الوضوء ولو وجده قبل هذا التيمم لمنعه التيمم للحدث لان كل ناقض بقاء مانع ابتداء وكون الماء محللا للصلاة بالنظر الى هذا المستقل المستبد الغير المنظور فيه الى الأخر لم يجتمع الماء والتراب على طهارة بل توزعا على طهارتين مستقلتين فانحلت الشبهات جميعا والحمد لله

رب العلمين وصلى الله تعالى على سيدنا ومولانا محمد واٰله وصحبه اجمعين اقول[٣٢٧] ومن ههنا
ظهر ولله الحمد ان من اجنب فتيمم فاحدث فتوضأ فمر بنهر وقدر على الاغتسال فلم يغتسل عاد جنبا غير محدث
بالحدث الاصغر لان الجنابة انما تعود فيما لم يصبه الماء من اعضائه وبوضوئه السابق مر الماء على اعضاء الوضوء
فلا تعود اليها جنابة الا بسبب جديد كما بينا فى الافادة الاولى ونقلنا التنصيص به عن الغنية والبدائع
فهذا ان احدث ولو قبل التيمم للجنابة العائدة ووجد وضوءً وجب عليه الوضوء قطعا لان هذا حدث
طرء على طهر فينقضه ولا يكفيه تيممه الاول لان الجنابة مقتصرة فى غير اعضاء الوضوء فلم يندرج الحدث
فيه وبقى مستقلا بحياله نعم يرتفع بتيممه للجنابة العائدة ان لو كان عاجزا عن الوضوء ايضا لان التيمم
وان كان للجنابة قد ظهر بعموم البدن فاذا وجد شرطه وهو العجز عن الماء فى اعضاء الوضوء ايضا طهرها
ايضا اما وهو قادر على الوضوء فلا لفقد الشرط وبالجملة اذا استقل الحدث[٣٢٨] فالتيمم لهما وان كان
واحدا بالصورة فهما تيممان معنى ينظر فى كل منهما الى شرطه فحيث تحقق يصح فى حقه وحيث لا لا
بخلاف تيمم جنب ذى حدث مندرج فانه تيمم واحد صورة ومعنى لاجل الاندراج وههنا لا اندراج
الا ترى الى ما قدمنا عن الكافى الان من ايجاب الوضوء عليه اذا وجد ماء كافيا له باتفاق الامامين
وان قال الامام الثانى بصحة حكم الوضوء عنه لعارض وسيجيئ فى الرسالة التالية ان الاصح قول محمد
وهذه عين الجزئية المطلوبة فانه جنب ذو لمعة وقد احدث قبل التيمم لها فوجب الوضوء عليه
وكذلك هو مفاد المنية على نسخة المتن كما قدمنا وكذلك نص عليه فى شرح الوقاية كما تقدم وقد اقره
المحشون والناظرون ولم يستشكله احد كما استشكلوا جميعا قوله فى صدر الباب وما هو الا لان
ما هنا فى حدث مستقل فلا يحوم حول ايجاب الوضوء فيه شبهة ولا ارتياب وههنا تعود جميع الابحاث
التى اوردناها فى الافادة العاشرة على طريقة السؤال ودفعناها بعدم الاستقلال فترد الان ولا مرد
لشیئ منها ولا زوال ورحم الله الفاضل البرجندى والعلماء جميعا اذ صور وجود الجنابة من دون
حدث بثلاث صور اولها هذه ولما اتى على استظهار عدم وجوب الوضوء خص الكلام بالاخريين
وجعل هذه بمعزل عنه كما نقلنا كلامه اخر الدلائل وتمتته فى الاشكال الخامس لان هذه الريب
فيها فى وجوب الوضوء نعم لو تيمم ثم احدث ولم يتوضأ ثم مر بماء وجاوزه فهذا ان وجد وضوءً لا وضوء
عليه سواء احدث اولم يحدث لان الحدث بعد ما كان مستقلا صار مندرجا لعود الجنابة الى اعضاء الوضوء

وكذا كل حدث يحدث بعده ما لم يحدث بعده رفع الجنابة العائدة عن اعضاء الوضوء بعضا او كلا بماء او تراب فظهر ان ما وقع في مسألة الجنب المذكورة في الخانية الشريفة من قوله احدث ولم يحدث سبق قلم من الامام الاجل فقيه النفس رحمه الله تعالى رحمة واسعة ورحمنا به في الدنيا والاخرة امين ولا غرو فلكل جواد كبوة ولكل صارم نبوة ولا عصمة الا لكلام الالوهية ثم النبوة والمسألة قد ذكرها الامام محمد رضي الله تعالى عنه في كتاب الاصل لم يذكر فيه احدث ولم يحدث وهكذا اثره في الخلاصة اذ قال رجل تيمم للجنابة وصلى ثم احدث ومعه من الماء قدر ما يتوضؤ به يتوضؤ به لصلاة اخرى فان توضأ به ولبس خفيه ثم مر بالماء ولم يغتسل حتى صار عادم الماء ثم حضرت الصلاة ومعه من الماء قدر ما يتوضؤ به فانه يتيمم ولا يتوضؤ فان تيمم ثم حضرت الصلاة الاخرى وقد سبقه الحدث فانه يتوضؤ به وينزع خفيه وان لم يكن مر بماء قبل ذلك مسح على خفيه الكل في الاصل هذا ما عندي والعلم بالحق عند ربي انه بكل شيء عليم **الافادة ۱۲**- تقريري هذا فتح ولله الحمد بابا اخر للتاويل **فاقول** مع على معناها ولا نقتصر في شيء من الالفاظ ونقول الجنابة اذا اشتملت لم يظهر معها حدث بل اندمج فيها واستهلك كالمذي في المني في حكم الطهارة فتعينهما لا تكون الا باستقلالهما وذلك في جنابة مقتصرة لا تشتمل محل الحدث طرا ولا يكون الا بان يتوضأ بعد الجنابة كلا او بعضا ثم يحدث كما تقدم والفرض ان الماء يكفي للحدث لا للجنابة فيجب ان تكون الجنابة في محل اكبر من اعضاء الوضوء وحينئذ لا شك انه اذا وجد وضوءا يجب عليه الوضوء بالاتفاق لان تيممه يكون للجنابة خاصة ولا يرفع الحدث لكونه مستبدا بالحكم والماء كاف له والحمد لله حمدا كثيرا طيبا مباركا فيه وصلى الله تعالى على سيدنا ومولانا محمد واله وصحبه امين فظهر ان معنى كلام الامام ان المحدث على ثلثة انواع الاول من به جنابة وحدها سواء لم يكن معها حدث اصلا كما هو تصويره او كان وهو مغمور مستهلك فيها كجنب لم يمس ماء او غسل بدنه ما عدا اعضاء الوضوء او غسل غيرها وغير حصة اخرى ثم احدث في الكل قبل ان يتطهر لها والثاني من به جنابة معها حدث كجنب توضأ او غسل بعض اعضاء وضوئه فقط او مع غيرها من سائر البدن كلا او بعضا ثم احدث قبل التيمم لها او فعل ذلك وفني الماء وتيمم لها ثم احدث ثم مر بما يكفي لها فلم يغتسل والثالث من به حدث وحده وهو ظاهر ولنذكر احكامها اما القسم الاول (اذا كان الجنب) المتفرد بالجنابة بدليل المقابلة (ما يكفي للوضوء لا للغسل) اى ازالة الجنابة الشاملة كما في الصورة الاولى

او غيرها كما فى الاخيرتين فانه (يتيمم ولا يجب عليه التوضى عندنا) اذ لاحدث معه يستقل بحكم والفرض انه لا يخرجه عن جنابته فكان وجوده وعدمه سواء (خلافا للشافعى) رضى الله تعالى عنه لما علمت (واما) القسم الثانى (اذا كان مع الجنابة حدث يوجب الوضوء) مستبدا بالحكم (فانه يجب عليه الوضوء) قطعا لان حدثه مستقل وقد قدر على ماء يكفى لازالته ولا يكفيه التيمم (فان) التيمم الذى يفعله انما يكون (للجنابة) خاصة لعدم الاندراج فيلزم الوضوء (بلا اتفاق و) اما القسم الثالث (اذا كان للحدث) المتفرد بالحدث (ماء يكفى لغسل بعض اعضائه فالخلاف) بيننا وبين الشافعى رضى الله تعالى عنه (ثابت ايضا) فى وجوب صرف ذلك الماء وعدمه وهذا كما ترى بحمد الله تعالى الحق باسم الشرح من اسم التأويل اذ ليس فيه صرف لفظ عن معناه اصلا وانا اجعله هدية لروح الامام صدر الشريعة جعله الله تعالى لاصلاح احوالى ومغفرة ذنوبى ذريعة انه هو الرؤف الرحيم ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم والحمد لله حمدا كثيرا طيبا مباركا فيه وصلى الله تعالى على سيدنا ومولنا محمد واله وذويه امين

خلاصۂ تحقیقات ان چند مسائل سے واضح **تنبیہ** ان مسائل میں ہم جہاں جنابت کا لفظ لکھیں گے اُس سے مراد حدث اکبر ہے یعنی جس سے نہانا واجب ہوتا ہے خواہ جنابت ہو یا انقطاع حیض و نفاس اور لفظ حدث سے خاص حدث اصغر مراد ہے یعنی جس سے صرف وضو واجب ہوتا ہے **اقول** وباللہ التوفیق

مسئلہ (۱) جنابت باقی ہونے کی حالت میں جب حدث پایا جائے (خواہ جنابت سے پہلے کا ہو جیسے سوکر اُٹھا اور نہانے کی حاجت پائی بلکہ یہ صورت ہر انزال میں ہے کہ اُس سے پہلے خروج مذی ہے یونہی غیبوبت حشفہ سے پہلے مباشرت فاحشہ یا اُس سے بعد کا جیسے جماع کے بعد پیشاب کیا یا اُسکے ساتھ کا جیسے جنابت کیلئے تیمم کیا پھر حدث ہوا وضو کیا پھر پیشاب کو بیٹھا اور اُسکا پہلا قطرہ نکلنے کے ساتھ قابل غسل پانی موجود ہونے کا علم ہوا یا عورت کو پہلی ہی بار دس دن دو منٹ خون آیا تو جسوقت دس رات دن کے گھنٹے منٹ ختم ہوئے وہی وقت اُسکے انقطاع حیض اور اُسپر وجوب غسل کا تھا اور ساتھ ہی ہنوز جریان خون باقی ہے اب یہ استحاضہ اور حدث اصغر ہے اگرچہ یہاں معیت بمعنی اتصال حقیقی ہے کہ ایک آن کا بھی فاصلہ نہیں بلکہ ایک ہی آن فصل مشترک ہے کہ اُسپر حیض ختم اور اُسی سے استحاضہ شروع) بالجملہ جب حدث و جنابت ایک وقت میں جمع ہوں اگرچہ اُنکے حدوث میں تقدم تاخر معیت کچھ بھی ہو اسکی دو قسمیں ہیں **اول** کُل یا بعض اعضائے وضو جتنی جگہ حدث ہے جنابت اُس سب جگہ کو محیط ہو حدث کا کوئی حصہ محل جنابت سے باہر نہ ہو عام ازیں کہ جنابت بھی صرف اُتنی ہی جگہ ہو یا اُسکے علاوہ اور بھی ہے اسکا نام مخطّ

مندرج یا مندمج رکھا اسکی بارہ صورتیں ہیں کہ اگر حدث کل اعضائے وضو میں ہے تو جنابت بھی کل میں ہے یا حدث بعض میں ہے تو جنابت کل یا اعضائے وضو یا اُس بعض یا اُسکے ساتھ بعض باقی کے بھی ایک حصہ میں ہے یہ چار شکلیں ہوئیں اور ہر شکل پر ممکن کہ جنابت صرف یہیں ہو یا اسکے ساتھ باقی بدن کے بعض یا کل میں بھی تو بارہ صورتیں ہوگئیں مثلاً (۱) جنب محدث نے وضو نہ کیا باقی کل بدن دھولیا کہ حدث و جنابت صرف کل اعضائے وضو میں ہیں یا باقی بعض بدن دھویا کہ حدث کل اعضائے وضو اور جنابت اسکے ساتھ باقی بدن کے بھی بعض میں ہے یا اصلاً پانی نہ چھوا کہ حدث اُس کل اور جنابت سارے بدن میں ہے (۲) محدث نے بعض اعضائے وضو دھولیے کہ حدث بعض میں رہا پھر بلا حدث جنابت ہوئی جسکی تصویر اوپر گزری اب یہ جنابت کل اعضائے وضو میں ہے اور وہی صورتیں ہیں کہ باقی بدن کل یا بعض دھولیا یا کچھ نہیں (۳) جنب محدث نے بعض اعضائے وضو دھولیے اور باقی بدن کل یا بعض یا کچھ نہیں (۴) محدث نے مثلاً دو عضو وضو دھولیے پھر جنابت بے حدث ہوئی اور اُن دو میں کا ایک ہی دھویا کہ حدث دو عضو باقی میں ہے اور جنابت اُن دو اور اُنکے سوا تیسرے میں بھی اور باقی بدن کل یا بعض دھویا یا کچھ نہیں **تنبیہ اقول** اندماج حدث کی چھ صورتیں جن میں جنابت اعضائے وضو میں محل حدث سے زائد میں ہے یعنی ۴-۵-۶-۱۰-۱۱-۱۲ اُسی حالت میں ممکن ہیں کہ جنابت حدث کے بعد ہو کہ یہاں یہ درکار کہ اعضائے وضو میں بعض جگہ حدث نہ ہو اور جنابت ہو اگر حدث متأخر ہوا تو اس بعض سے اُسکا ارتفاع دھونے ہی سے ہوگا اور دھونا جنابت کو بھی زائل کردیگا ہاں باقی چھ میں حدث و جنابت کا تقدم و تأخر دونوں ممکن والہذا ہمنے اُن میں جنب محدث کہا کہ ہر صورت کو محتمل رہے وباللہ التوفیق

دوم حدث کل یا بعض محل جنابت سے جدا ہو اسے حدث مستقل یا مستبد کہیے اسکی دس صورتیں ہیں کہ حدث کل یا بعض اعضائے وضو جتنی جگہ میں ہو جنابت اُس جگہ کے بعض میں ہو یا اعضائے وضو میں اصلاً نہ ہو یہ بھی چار شکلیں ہوئیں مگر پہلی بدستور ثلاثی ہیں اور دو پچھلی کہ اعضائے وضو میں اصلاً نہ ہو ثنائی کہ باقی بدن کے بعض یا کل کے سوا بالکل نہ ہونے کا احتمال نہیں کہ کلام اجتماع جنابت و حدث میں ہے لہذا یہ دس ہی صورتیں رہیں مثلاً (۱) جنب نے صرف بعض اعضائے وضو یا اُسکے ساتھ باقی کل یا بعض بدن دھولیا پھر حدث ہوا کہ یہ کل اعضائے وضو میں ہے (۲) جنب نے صرف پورا وضو کیا یا باقی بدن کا بھی ایک حصہ دھویا پھر حدث ہوا (۳) جنب نے فقط ہاتھ یا غیر اعضائے وضو کا کل یا بعض بھی دھویا پھر حدث ہوا اور پاؤں دھوئے کہ پاؤں سے جنابت و حدث دونوں زائل ہوگئے اور حدث باقی تین اعضا میں ہے اور جنابت اُن میں سے صرف دو میں کہ بعد جنابت ہاتھ دھوچکا ہے (۴) جنب نے فقط وضو یا باقی بدن کا بھی بعض دھویا پھر حدث ہوا اور بعض اعضائے وضو دھوئے **اقول** یہاں کلیہ یہ ہے کہ جنابت کے بعد جو عضو وضو دھل چکا اُس میں حدث

مستقل ہے خواہ جمیع اعضائے وضو میں کہ اسوقت پورا حدث مستقل ہوگا جیسے ۱، ۵، ۹، ۱۰ میں یا بعض اسوقت بھی مگر مستقل ہوگا جو اس بعض میں ہے باقی بدستور تبع جنابت رہیگا جیسا باقی ۶ میں۔ واللہ تعالٰی اعلم **تنبیہ اقول** استقلال حدث نہیں ہوتا مگر جبکہ حدث جنابت کے بعد ہو کہ یہاں یہ درکار کہ جنابت محل حدث میں اصلاً نہ ہو یا ہو تو اُسکے بعض میں ہو اگر حدث پہلے ہو تو یہ ناممکن ہے کہ جنابت لاحقہ کل یا بعض محل حدث سے بے دُھوئے نہ اُٹھے گی اور دھونا حدث سابق کو بھی زائل کردیگا **ثم اقول** تفصیل مقام یہ ہے کہ یہاں چونتیس احتمال عقلی ہیں کہ حدث اگر کل اعضائے وضو میں ہے تو جنابت کل یا بعض میں ہو یا اُن میں کہیں نہیں یا اور اگر حدث بعض میں ہے تو جنابت کل اعضائے وضو یا اُسی حدث والے بعض کے کل یا بعض یا بعض دیگر کے کل یا بعض یا بعض اول کے کل اور دیگر کے بعض یا بالعکس یا دونوں بعضوں کے بعض یا کسی میں نہیں۔ یہ بارہ شکلیں ہوئیں جن میں سوم و دوازدہم بوجہ مذکور ثنائی ہیں اور باقی دس ثلاثی ان میں بارہ صورتیں کہ جنابت بعض دیگر کے کل یا بعض میں ہو خواہ تنہا یا بعض حدثی کے بعض کے ساتھ کہ ۸، ۹، ۱۰، ۱۱ میں اور ہر ایک ثلاثی محال ہیں کہ ان سب صورتوں کا حاصل یہ ہوا کہ اعضائے وضو کا دوسرا حصہ جسے بعض دیگر کہا تھا حدث سے بالکل خالی ہے اور اُسکے کل یا بعض میں جنابت ہے اور پہلے حصے کے کل میں حدث ہے اور اُس میں جنابت اصلاً نہیں یا بعض میں ہے اب اگر جنابت پہلے ہے اُسکے بعد حدث ہوا تو دوسرا حصہ بے پورا دھوئے حدث سے کیونکر خالی ہوسکتا ہے اور جب دھو لیا جائیگا جنابت کہ بے رفع کرے گا اُسکے کل یا بعض میں کیسے رہ سکتی ہے اور اگر حدث پہلے ہے اُسکے بعد جنابت ہوئی تو پہلے حصے کا جبتک کل یا بعض نہ دھویا گیا اُس سے جنابت کیونکر اُٹھی اور اگر دھویا گیا تو کل یا بعض سے حدث بھی دُھل گیا اُسکے کل میں کیسے رہ سکتا ہے اور اگر حدث و جنابت ساتھ ہوں تو دونوں استحالے ہیں لہٰذا ان ۳۴ میں سے ۲۲ ہی رہیں ۱۲ مندرج، ۱۰ مستقل **مسئلہ ۲**۔ حدث مندرج کوئی حکم جداگانہ نہیں رکھتا جنابت کے اندر مستہلک و مستغرق ہوجاتا ہے جیسے منی میں مذی۔ اسکی ۱۲ صورتوں سے ۱ و ۷ جن میں جنابت و حدث باہم منطبق ہیں ایک دوسرے سے باہر نہیں یہ تو حاجت بیان سے مستغنی ہیں کہ پانی پہلی صورت میں وضو یا ساتویں میں تکمیل وضو کو کافی ملا تو ضرور استعمال کریگا اُسی میں جنابت و حدث دونوں زائل ہوجائیں گے۔ نہ ملا نہ کریگا دونوں رہیں گے ہاں باقی دس صورتوں میں اندراج کا اثر ان احکام سے ظاہر ہوگا **مسئلہ ۳**۔ صورت سوم میں کہ پورا نہانا درکار ہے اور کل اعضائے وضو میں حدث ہے جو وضو کے کامل چاہتا اگر نہانے پر قادر نہ ہو کہ پانی اتنا نہیں یا نہانا مضر ہے یا نہائے تو نماز کا وقت جاتا ہے اور وضو کے لیے کافی پانی موجود ہے اور اُس سے ضرر بھی نہیں اور وقت میں بھی اسکی گنجائش ہے بااینہمہ وضو نہ کرے صرف تیمم کافی ہے کہ یہ حدث کوئی حکم مستقل نہیں رکھتا **مسئلہ ۴** یونہی صورت ۲ میں

کہ غسل کامل درکار ہے اور حدث صرف بعض اعضائے وضو میں کہ فقط تکمیل وضو چاہتا۔ ممکن کہ اُسکے لیے ایک ہی
چلو درکار ہوتا اگر اتنے پانی پر قادر ہو جب بھی استعمال نہ کرے صرف تیمم پر قانع ہو **مسئلہ ۵** یونہی صورت ۹ و ۱۲
(مسئلہ ۵) میں کہ حدث اگر چاہتا تو تکمیل وضو لیکن جنابت اعضائے وضو کا ایک حصہ اور رکھے۔ علاوہ سارا بدن دھونا مانگتی ہے
اگر انھیں وجوہ سے اسپر قدرت نہ ہو اور تکمیل وضو کو پانی حاضر اور اُسپر قادر جب بھی صرف تیمم کرے۔ غرض تضاعیف
ہو کی چاروں صورتیں ایک حکم رکھتی ہیں **مسئلہ ۶** باقی چھ صورتوں ۲-۴-۵-۸-۱۰-۱۱ میں جنابت کیلیے جتنا دھونا
(مسئلہ ۶) درکار ہے اگر اُسکے لیے پانی یا وقت نہیں اور حدث کہ دوم میں وضو باقیوں میں تکمیل چاہتا اُسکے لیے پانی اور وقت کافی
موجود ہیں اور یہ اُسی وقت ہوگا کہ مطلوب جنابت مطلوب حدث سے زیادت معتدبہا رکھتا ہو جب تو ان چھ کا بھی وہی
حکم ہے کہ وضو و تکمیل کی حاجت نہیں تیمم کرے ولا یلزم فیہا ولا فی الصورتین ۹ و ۱۲ تلفیق الطہارۃ من ماء و تراب
بل یسقط ما تقدم و یکون مؤدیا بالتیمم فقط لما قدمنا عن الامام العینی فی الدلیل الاول **مسئلہ ۷**
(مسئلہ ۷) ان ۶ صور میں مطلوب جنابت سے عجز بوجہ ضرر ہونا ظاہر اصورت چہارم و دہم میں متوقع نہیں کہ اس میں سے ایک حصہ
پہلے بوجہ حدث دھو چکا تھا اور باقی کو دھونے پر قدرت اب مفروض ہی کہ مطلوب حدث کے لیے پانی پایا اور اُس کے
دھونے پر قادر رہی تو عجز کہیں نہ ہوا لہذا ضرور ہے کہ صورت چہارم میں پورا وضو اور دہم میں جسقدر مطلوب جنابت ہو
بجالائے یہاں اگرچہ وضو یا تکمیلِ وضو کا حکم ہوا۔ مگر نہ حدث بلکہ جنابت کے لیے اور اگر فرض کیجیے کہ اتنی دیر میں اُس حصہ
اعضائے وضو میں ضرر پیدا ہو گیا جتنا مطلوب جنابت میں مطلوب حدث سے زائد تھا تو تیمم کی اجازت اب بھی نہیں ہوسکتی
کہ یہ حصہ سارے بدن کے لحاظ سے بہت کم ہی اور غسل میں جب محل ضرر غیر محل ضرر سے کم ہو یہ جائز نہیں کہ غیر محل ضرر کو
دھوئے اور باقی کے لیے تیمم کرے فانہ ہو التلفیق الممنوع ولا امکان لسقوط ما تقدم لعدم قیام التیمم
مقامہ لانعدام شرطہ العجز بلکہ محل ضرر پر مسح کرے باقی دھوئے۔ یہی حکم یہاں ہے بہرحال حدث کے لیے وضو یا تکمیل
یہاں بھی نہیں **مسئلہ ۸** باقی چار صورتوں ۲-۵-۸-۱۱ میں کہ تین کے فصل متوالی سے ہیں نظر کیجائے
کہ جتنا بدن دھو چکا اور باقی میں سے جتنے کے دھونے پر قدرت ہی یہ مجموعہ زائد ہے یا اسکے علاوہ وہ اب جو جنابت کیلیے
(مسئلہ ۸) دھونا ہے وہ زیادہ ہی بر تقدیر اول محل ضرر پر مسح کرے اور جو باقی رہ جائے اُسے دھوئے اور بر تقدیر دوم تیمم۔ وضو
و تکمیل بوجہ حدث یہاں بھی نہیں، اسکی تفصیل یہ ہی کہ اعضائے وضو کل یا بعض جسقدر حدث میں نہ دھوئے گئے کہ انکا نام مطلوب
حدث ہو انکے دھونے پر قدرت تو مانی ہوئی ہے کما تقدم اور جتنا بدن بعد جنابت دھل چکا اُسکا کام بھی فارغ ہو گیا اس مجموعہ کا
نام مقدور رکھیے اور مطلوب حدث کے علاوہ جتنا مطلوب جنابت یعنی اُس میں دھونا اب درکار ہی اسے دوسرا فریق

یکھیے ان میں کمی بیشی کی نسبت دیکھی جائے صورت دوم میں تمام اعضائے وضو اور بعض باقی بدن مطلوب جنابت تھی یہ فریق
دیگر ہوا اور تمام اعضائے وضو مطلوب حدث تھا اور بعض دیگر باقی بدن دھل چکا یہ فریق اول تمام اعضائے وضو دونوں فریقین
مین مشترک ہیں مشترک ساقط کرکے باقی بدن کے دونوں حصوں میں نسبت دیکھی جائے جو دھل چکا وہ زیادہ ہے تو وضو کرے
نہ حدث بلکہ جنابت کے لیے اور باقی بدن سے جتنا نہ دھلا تھا اُس پر مسح کرے اور اگر جتنا نہ دھلا تھا وہ زیادہ ہے تو تیمم **مسئلہ ۹**
(۳۲۹۳) یونہی صورت ہشتم میں بعض اعضائے وضو تو جنابت و حدث دونوں سے دُھل چکے تھے اور بعض کہ باقی تھے مطلوب حدث
و مطلوب جنابت دونوں میں مشترک سے تھے لہذا باقی ہی بدن کے دونوں حصہ مغسول و غیر مغسول میں نسبت ملحوظ ہوگی
مغسول زیادہ ہے تو تکمیل وضو کرے نہ حدث بلکہ جنابت کیلیے اور باقی مطلوب جنابت پر مسح اور غیر مغسول زیادہ ہے تو تیمم
مسئلہ ۱۰ (۳۲۹۴) صورت پنجم میں مطلوب حدث بعض اعضائے وضو ہیں اور مطلوب جنابت میں کل تو وہ اعضائے وضو کہ
حدث میں نہ دُھلے تھے بوجہ اشتراک ساقط ہوئے اور جتنے دُھل چکے تھے مقدور میں شامل ہونگے تو مغسول حدث اور
باقی بدن سے مغسول سابق یہ دونوں ایک فریق ہوئے اور باقی بدن کا غیر مغسول دوسرا فریق اگر فریق اول زائد ہے
وضو کرے نہ حدث بلکہ جنابت کے لیے اور باقی مطلوب جنابت پر مسح اور اگر دوم زائد ہے تیمم۔ ہاں اگر اتنی دیر میں مغسول
حدث میں ضرر پیدا ہوگیا تو یہ فریق دوم میں شامل ہوگا اب اگر پہلا فریق زائد ہو تو اعضائے وضو سے جسقدر حدث میں
نہ دُھلے تھے اب دُھوئے بغرض جنابت نہ بوجہ حدث اور جتنے دُھل چکے تھے اُنپر اور باقی بدن کے غیر مغسول پر
مسح۔ اور دوسرا فریق زیادہ ہو تو تیمم **مسئلہ ۱۱** (۳۲۹۵) صورت ۱۱ میں مطلوب حدث کہ بعض اعضائے وضو میں سب زیادت
داخل مطلوب جنابت ہیں تو مطلوب حدث مشترک ہو کر ساقط ہوا اور مغسول حدث بدستور شامل مقدور تو وہ اور باقی بدن کا
مغسول پہلا فریق ہے اور غیر مغسول دوسرا اگر فریق اول زائد ہے جتنے اعضائے وضو جنابت میں نہ دُھلے اُنھیں جنابت
کے لیے دُھوئے اور باقی بدن کے غیر مغسول پر مسح اور فریق دوم زیادہ ہے تو تیمم مگر یہ کہ مغسول حدث کا جتنا ٹکڑا جنابت
میں نہ دُھلا اُس میں ضرر تازہ پیدا ہوا تو وہ بھی فریق دوم میں شامل ہوگا اگر فریق اول زیادہ ہو اس ٹکڑے اور باقی بدن
کے غیر مغسول پر مسح کرے اور مطلوب حدث بغرض جنابت دھوئے ورنہ تیمم **تنبیہ** یہ نسبتیں اسی تقدیر پر ہیں کہ
حصہ مقدور کے علاوہ باقی تمام حصے میں ضرر ہو ورنہ اُس میں بھی جتنے میں ضرر نہیں شامل مقدور ہوگا **تنبیہ**
جتنے حصہ میں فی نفسہ ضرر نہ ہو مگر اُسکے دھونے سے پانی وہاں تک پہنچنا لازم ہو جسمیں ضرر ہے تو وہ بھی غیر مقدور ہے
کما نصوا علیہ واللہ سبحنہ وتعالی اعلم **مسئلہ ۱۲** (۳۲۹۶) جسطرح ابتدا میں اس حدث کے قابل پانی موجود ہونا
تیمم کو مانع نہیں یونہی اگر پانی اصلا نہ تھا اور تیمم کرلیا کہ جنابت و حدث دونوں کو رفع کرگیا اب پانی اتنا ملا کہ اُس حدث کو

کافی ہے جب بھی اُسکے استعمال کی حاجت نہیں یہ تیمم حدث کے حق مین بھی نہ ٹوٹیگا کہ حدث کا کوئی حکم نہ تھا تیمم جنابت کا تھا اور اُسکے قابل پانی نہیں بفضلہ عزوجل یہ تمام احکام ومسائل وتفصیلات جلائل اس فتاوٰی کے خصائص سے ہیں اسکے غیر مین نہ ملین گے ذکرنا ھا تفقھا ونرجو من ربنا اصابۃ الصواب والحمد للہ العزیز الوھاب وصلی اللہ تعالٰی علی السید الاواب والہ وصحبہ وامتہ الی یوم الحساب **مسئلہ ۱۳** - حدث مستقل ہو اُسکے لیے تیمم نہین خاص اُس پانی سے عجز دیکھا جائیگا جو اُسکے لیے کافی ہو مطلوب جنابت سے عجز اُسکے لیے تیمم جائز نہ کریگا مثلاً استقلال کی صورت نہم مین جنب نے وضو کیا پھر حدث ہوا پھر سارا وضو کیا مگر ایک اُنگلی کی ایک پور چھوڑ دی کہ اب جنابت کے لیے اتنا پانی درکار رہا جو اعضائے وضو کے علاوہ جمیع بدن کو کافی ہو اور حدث کے لیے صرف اس پور کو اب اس نے اگر صرف اتنا پانی پایا کہ اس پور کو دھو سکے تو یہ خیال نہ کرے کہ اُس سارے بدن کے لیے تو تیمم کرنا ہے ایک پور دھونا کیا ضرور ایسا کریگا تو تیمم کافی نہ ہوگا نماز نہ ہوگی بلکہ ضرور ہے کہ اس پور کو دھولے کہ حدث مستقل سے فارغ ہو جائے جنابت کے لیے تیمم کرے **مسئلہ ۱۴** - اگر جنابت وحدث مستقل کسی کے قابل پانی نہ پایا اور تیمم کیا کہ دونون کے لیے ایک ہی کافی ہوا یہ تیمم اگرچہ صورۃً ایک ہو معنے دو ہین ایک تیمم جنابت کے لیے دوسرا اُس حدث کے واسطے ہر ایک جدا جدا اپنی شرط کا پابند رہیگا اگر اتنا پانی پایا کہ حدث کو کافی ہے اور جنابت کو کافی نہین حدث کے حق مین تیمم ٹوٹ جائیگا اُسے دھونا لازم ہوگا بخلاف صورت مسئلہ ۱۲ کہ اُس مین تیمم صورۃً ومعنًے ہر طرح ایک تھا تو حدث کے لیے کافی پانی سے نہ جائیگا جبتک جنابت کو کافی نہ ہو **مسئلہ ۱۵** - جنابت کی تطہیر اگر یہ تیمم ہوئی ہو پانی سے کوئی حصہ نہ دھویا ہو اُسکے بعد جو حدث ہوگا تمام وکمال مطلقاً مستقل رہیگا کہ جنابت رفع ہو چکی معدوم مین موجود کا اندراج کیا معنے مثلاً کسی مریض کو نہانا مضر ہے وضو مضر نہین اُسے جنابت ہوئی اور حدث بھی اسے فقط تیمم کا حکم تھا تیمم کرلیا اب پھر حدث ہوا اور وہ یہ خیال کرے کہ مجھے تو حدث کے لیے بھی تیمم ہی کافی ہوا تھا اب بھی تیمم کرلون یہ نہین ہوسکتا کہ جنابت کے لیے تو تیمم کرچکا وہ حدث سے نہ ٹوٹیگا جبتک دوبارہ جنابت نہ ہو اب اگر یہ تیمم جنابت کے لیے کرتا ہے لغو ہے اور اگر حدث کے لیے کرتا ہے تو وضو پر تو وہ قادر ہے اسکے لیے تیمم کیسے کرسکتا ہے لاجرم وضو لازم ہے **مسئلہ ۱۶** - ہان اگر جنب نے پانی نہ پاکر تیمم کیا پھر حدث ہوا پھر قابل جنابت پانی پایا اور استعمال نہ کیا کہ تیمم ٹوٹ گیا اور جنابت عود کر آئی اب یہ صورت اجتماع جنابت وحدث کی ہوگی اور دونون کہان کہان ہین اسکے لحاظ سے وہی صور اندراج واستقلال جاری ہونگی جو ان مین سے پائی جائے مثلاً جنابت کے لیے صرف تیمم کیا تھا پھر حدث ہوا پھر جنابت پلٹی تو اب یہ سارے بدن مین ہے جسمین اعضائے وضو بھی داخل لہذا حدث نہ مستقل تھا اب مندرج ہوگیا

اور فقط قابلِ وضو پانی کا استعمال اُسے ضرور نہ ہوگا اور اگر بعد جنابت وضو کرلیا تھا پھر پانی نہ رہا تیمم کیا پھر حدث ہوا پھر جنابت ملی تو اب یہ حدث مستقل ہی رہیگا کہ اعضائے وضو میں جنابت نہ رہی اور پہلے گی اُتنی ہی جتنی باقی رہی تھی وقس علیہ یونہی اگر اس عود جنابت کے بعد حدث ہوا تو انھیں تفاصیل واحکام پر رہیگا اگر بعد جنابت وعود اعضائے وضو سے دونوں وقت کچھ نہ دھویا تھا حدث بتمامہ مندرج ہوجائیگا اور اگر پہلے یا اب وضو کرلیا تھا اسکے بعد حدث ہوا بالکلیہ مستقل رہیگا اور اگر بعض اعضائے وضو دھولیے تھے تو اسقدر میں مستقل باقی میں مندرج واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم وصلی اللہ تعالٰی علی سیدنا ومولٰنا محمد النبی الکریم الاکرم ○ الحبیب الرؤف الارأف الرحیم الارحم ○ وعلٰی اٰلہ وصحبہ سادۃ الامم ○ قادتنا الی الطریق الامم ○ وابنہ وحزبہ وامتہ وبارک وسلم ○ ابد الاٰبدین ○ والحمد للہ رب العٰلمین ○

رسالہ مجلی الشمعۃ لجامع حدث ولمعۃ

۱۳۳۶ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی جلّی الشمعۃ ○ شمعۃ الاسلام باوفی لمعۃ ○ حمد ابریأ عن الریاء والسمعۃ ○ اذ اظھر انوار مزعید الجمعۃ ○ وفتح بنورہ بصر المؤمن وسمعہ ○ واتم بظھورہ قلع کل ضلال وقمعہ ○ صلی اللہ تعالٰی علیہ وبارک وسلم ابد الصلاۃ وسلاما وبرکات تعم ذویہ وتجمع جمعہ ○ اٰمین رسالۃ الطلبۃ البدیع میں مسئلۂ لمعہ کا ذکر آیا اور اُس میں تفاصیل کثیرہ ہیں کہ کتابوں میں نہ ملیں گی اُنکے بیان میں یہ سطور ہیں وباللہ التوفیق جنب نے بدن کا کچھ حصہ دھویا کچھ باقی رہا کہ پانی نہ رہا پھر حدث ہوا کہ موجب وضو ہے اب جو پانی ملے اُسے وضو ورفع حدث میں صرف کرے یا بقیہ جنابت کے دھونے میں یا کیا۔ یہ مسئلۂ لمعۃ کہ لُمعہ بالضم بیان وہ حصۂ بدن ہے جو بعد جنابت سیلان آب سے رہ گیا **اقول** یہاں تین تقسیمیں ہیں **تقسیم اول** بلحاظ محل لمعہ۔ اُس میں سات احتمال ہیں (۱) وہ لمعہ خود ہی اعضائے وضو ہوں انھیں کو غسل میں نہ دھویا تھا پھر حدث بھی ہوا اور یہ صورت وہ ہے کہ کلی اور ناک میں پانی پہنچانا ہوچکا ہو ورنہ صرف اُن اعضا میں جنابت نہ ہوگی جنکا وضو میں دھونا فرض ہے جسپر پانی کی کفایت وعدم کفایت کا مدار ہے کہ یہاں کافی سے وہی مراد ہے جو ادائے فرض کردے ولہٰذا محدث اگر اتنا پانی پائے کہ منہ ہاتھ پاؤں ایک ایک بار دھولے نہ تثلیث کو کافی ہو نہ مضمضہ واستنشاق کو تو اُسپر وضو فرض ہے تیمم جائز نہیں اور

مسئلہ ۱: محدث اگر اتنا پانی پائے کہ منہ ہاتھ پاؤں ایک ایک بار دھوسکے اور سر کا مسح کرسکے نہ تین بار دھونے کا تو بھی